واقعہ معراج کے تقریباً تمام لمحات کا احاطہ کرتی ایک مستند اور خوبصورت کتاب

صلی اللہ علیہ وسلم

معراج النبی

لمحہ بہ لمحہ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا

"پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کروائی"

مولف:
محمد فہیم عالم

دار المصحف

Marfat.com

Marfat.com

واقعہ معراج کے تقریباً تمام لمحات کا احاطہ کرتی ایک خوب صورت کتاب

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لمحہ بہ لمحہ

مؤلف

محمد فہیم عالم

دار المصحف

عطر مرکز G-21 گوہر سنٹر، وحدت روڈ، نزد مسلم ٹاؤن موڑ، لاہور

042-35912613, 0321-4084824

email:darulmashaf@gmail.com

Marfat.com

۱۳۴۴۱ ۲۹۲
م 93 ق
۱۲۱۵۵۰
۱

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: معراج النبی ﷺ لمحہ بہ لمحہ

مؤلف: محمد فہیم عالم

کمپوزنگ: مولانا محمد وقاص ایوب

تصحیح وتخریج: مولانا محمد طلحہ شاہین

ڈیزائننگ: محمد رضاء اللہ
0324-4188593
oneandonly.rm@gmail.com

ناشر: دارالمصحف

اسٹاکسٹ:

دارالمصحف عطر مرکز G-21 گوہر سنٹر، وحدت روڈ، نزد مسلم ٹاؤن موڑ، لاہور
042-35912613, 0321-4084824
email:darulmashaf@gmail.com

ملنے کے دیگر پتے:

- مکتبہ نقوش اسلامی دکان نمبر 11 گراؤنڈ فلور، مسلم سینٹر، چیڑ جی روڈ، اردو بازار لاہور 0331-4135212
- مکتبہ علامہ عبدالرشید غازی شہید، جامعہ سیدہ حفصہ، جی سیون، 3.2 اسلام آباد 0335-5921191، 0321-9543462
- علم وعرفان پبلشرز، الحمد مارکیٹ، 40 اردو بازار، لاہور 042-37232336,37352332
- مکتبہ الحرمین، الحمد مارکیٹ اردو بازار، لاہور 042-37248013,0321-4399313
- مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار، لاہور 042-37228196
- مکتبہ الحبیب جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن موڑ، لاہور
- مکتبہ البلاغ لنک روڈ ماڈل ٹاؤن، لاہور

Marfat.com

انتساب!

"اے محمد! اب آپ جانیں اور آپ کا رب، آگے آپ اکیلے تشریف لے جایئے۔ میں بس یہیں تک آسکتا تھا، یہاں سے آگے میں نہیں جاسکتا۔"

"کیا یوں کوئی دوست اپنے دوست کو چھوڑا کرتا ہے؟" جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ بات سن کر آپ ﷺ نے کہا۔

اس پر جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام تڑپ کر بولے:

"اللہ کے حبیب! میں اگر اس سے آگے بڑھا تو جل کر راکھ ہو جاؤں گا۔" [1]

امت محمدیہ کے محسن اور معراج کے سفر میں قدم بہ قدم حضور ﷺ کے ہم سفر......

جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام......

---

[1] السيرة الحلبية، باب ذكر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

سنیے....!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری زندگی کا ایک بڑا حصہ مطالعہ اور تصنیف و تالیف میں گزرا ہے، بل کہ آپ یوں سمجھیں کہ بشری تقاضوں کی میری فہرست میں کھانے، پینے اور سونے کے علاوہ پڑھنا اور لکھنا بھی ہے۔ الحمد للہ، اللھم لک الحمد و لک الشکر۔

بے شک یہ محض اللہ کا فضل و کرم ہے، اس میں میرا کوئی کمال نہیں۔ میری عمر کوئی بارہ سال ہو گی جب میں نے لکھنا شروع کیا تھا۔ یہ سفر خطوط اور مضامین سے شروع ہوا تھا، جو بعد ازاں کہانیوں اور پھر کتابوں تک کے مراحل طے کر گیا۔ ہر مضمون اور ہر کہانی کو صفحات کی زینت بنتے دیکھ کر ایک عجیب سی سرشاری کا احساس ہوا، مگر یہ کتاب ''معراج النبی ﷺ لمحہ بہ لمحہ'' لکھتے ہوئے میں لطف اور سرور کی نئی جہتوں سے روشناس ہوا ہوں، جو مزہ اس کتاب کو لکھتے ہوئے مجھے آیا، وہ اس سے قبل کسی کتاب کو لکھتے ہوئے نہیں آیا۔

اس کتاب پر مسلسل دس دس گھنٹے کام کرتے ہوئے متعدد بار ایسا ہوا کہ میں عشا کی نماز پڑھ کر تاریخ، تفسیر اور سیرت کے سمندر میں ڈوبا تو پھر مؤذن کی آواز ہی مجھے میرے گرد و پیش میں واپس لائی۔ حضور ﷺ کے اس سفرِ معراج کو لکھتے ہوئے میں نے قدم قدم پر خود کو آپ ﷺ اور جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کے پہلو

Marfat.com

میں محسوس کیا۔ امّ ہانی کے گھر سے
حطیم، مقام آب زم زم، سرزمین یثرب، شہر
مدین، دنیا سے ملاقات، جنت و جہنم کا مشاہدہ، مقام بیت
اللحم اور پھر بیت المقدس...... ہر جگہ میں دو قدسی مسافروں کا ہم سفر
رہا، میں نے آپ ﷺ کو تمام انبیا کی امامت کرتے ہوئے اور پھر
آسمانی سیڑھی سے آسمانوں کی بلندی پاتے دیکھا، میں جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کی
ساتوں آسمانوں پر دستک اور دربانوں کی آپ ﷺ کے بارے میں جبرئیل
علیہ الصلاۃ والسلام کی گفتگو کا شاہد رہا۔ میں اس شان دار استقبال کا دیکھنے والا رہا، جو انبیا
سابقین نے آپ ﷺ کا کیا تھا، قابہ قوسین پر جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کی آگے نہ جاسکنے
پر حسرت بھری معذرت کا بھی میں شاہد ہوں۔

اس سفر سے قبل جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام پر میرا صرف ایمان تھا، لیکن اب مجھے ان
سے محبت ہوگئی ہے اور عقیدت بھی۔ بے شک جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام اس امت کے
بہت بڑے محسن ہیں، اللہ ان کو جزا دے۔

یہ میری کتابوں میں واحد کتاب ہے کہ جس کے شاید ہر صفحے پر میرے کچھ
اشک ہیں، میرے آنسو شاید ہی کسی حرف کو سیراب کرنے کی سعادت
سے محروم رہے ہوں۔ اس کتاب کے ایک ایک حرف کو زیر قلم
لاتے ہوئے میں اور میرا دل، اللہ تبارک وتعالیٰ اور نبی ﷺ
کی محبت سے نوازے گئے

والسلام

محمد فہیم عالم

Marfat.com

ایک نظر میں....!

نمبر شمار	باب	صفحہ نمبر
1	معراج سے قبل	7
2	چھت شق ہوتی ہے	10
3	جنتی طیارہ	14
4	دنیا سے ملاقات	18
5	محل کی خوشبو	26
6	یہ کون لوگ ہیں	31
7	مسجد اقصیٰ میں	49
8	انبیا کی امامت	59
9	سب سے آگے بڑھ گئے	63
10	جنت سے سیڑھی اترتی ہے	67
11	مجھے حسرت ہے	80
12	میرے اچھے بیٹے خوش آمدید	85
13	اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا سفر	93
14	آپ کا رب نماز پڑھ رہا ہے	101
15	اللہ تعالیٰ سے گفتگو	104
16	بلال تم تو نجات پا گئے	122
17	آسمانوں سے واپسی	129
18	میں گواہی دیتا ہوں	138
	نماز کی ابتدا کیسے ہوئی	155

Marfat.com

معراج سے قبل

''اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو! کام یاب ہو جاؤ گے۔''

مکے کے مشہور بازار ذوالمجاز میں گونجتی اس آواز کو سن کر میں چونک اٹھا۔ میں نے چونک کر پکارنے والے کی طرف دیکھا، بہت سے لوگ پکارنے والے کے گرد جمع تھے، اس کے پیچھے ایک روشن چہرے والا بھینگا شخص تھا، وہ صدا لگانے والے کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا، جیسے ہی وہ صدا لگاتا:

''اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو! کام یاب ہو جاؤ گے۔''

وہ بھینگا شخص فوراً چلّاتا:

''یہ بے دین اور جھوٹا ہے۔''

''یہ کون ہیں؟'' میں نے پوچھا۔

''یہ صدا لگانے والے تو محمد بن عبداللہ ہیں، جب کہ ان کو جھٹلانے والا ان کا چچا ابولہب ہے۔''

یہ منظر دیکھنے والے حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ انھوں نے بعد میں

Marfat.com

اسلام قبول کیا اور حضور ﷺ کے صحابی بننے کا شرف حاصل کیا۔ ذوالمجاز بازار کا یہ قصہ اسلام لانے کے بعد سنایا۔ یہی ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ لوگوں کے گھروں میں جا جا کر لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے تھے۔ ایک بھینگا شخص آپ ﷺ کے پیچھے رہتا تھا، جس کے رخسار آگ کی طرح روشن تھے، وہ چلا رہا ہوتا تھا:

''لوگو! یہ تمھیں تمھارے آباؤ اجداد کے دین سے نہ پھیر دے۔''

میں نے لوگوں سے پوچھا:

''یہ کون ہے؟'' تو مجھے بتایا گیا:

''یہ ابولہب ہے۔''

اسی بازار میں ایک مرتبہ حضور ﷺ یہی صدا لگا رہے تھے:

''اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو! کام یاب ہو جاؤ گے۔''

ابوجہل آپ ﷺ آپ کا پیچھا کرتے ہوئے آپ پر مٹّی ڈال رہا تھا اور ساتھ ساتھ چلّاتے ہوئے کہہ رہا تھا:

''اے لوگو! اس سے بچ کے رہنا! کہیں یہ تمھیں دھوکا دے کر تم سے تمھارا دین نہ چھڑوا دے۔ یہ چاہتا ہے کہ تم لات و عزّیٰ کی عبادت کرنا چھوڑ دو۔''

ایک مرتبہ آپ ﷺ یمن سے مکہ آئے ہوئے دو قبیلوں، کندہ اور بکر بن وائل کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ آپ کا چچا ابولہب بھی

Marfat.com

آپ کے پیچھے پیچھے آپ کو جھٹلاتا ہوا کہہ رہا تھا:

''اس کی دعوت کو قبول مت کرو۔''

جب حضور ﷺ ان دونوں قبیلوں کو دعوت دے کر واپس تشریف لے گئے تو ابولہب وہاں پہنچ گیا۔ قبیلے والوں نے اس سے پوچھا:

''یہ جو شخص ابھی ہمیں دعوت دے کر گیا ہے، کون ہے؟ کیا آپ اس شخص کو جانتے ہیں؟''

''ہاں، میں جانتا ہوں، یہ ہم میں سے چوٹی کا آدمی ہے، یعنی سب سے افضل آدمی ہے، لیکن خبردار! اس کی دعوت پر کان نہ دھرنا، کیوں کہ یہ پاگل ہے، اس کے دماغ پر صدمہ ہے، اس صدمے کی وجہ سے ہی یہ بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ (معاذ اللہ!)'' بدبخت ابولہب بولا۔[1]

ابولہب اور عقبہ بن ابی معیط مکے میں حضور ﷺ کے پڑوس میں رہا کرتے تھے۔ آپ ﷺ خود مکے میں اسلام کے ابتدائی دور کو یاد کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے:

''میں (مکے میں) دو بُرے پڑوسیوں، ابولہب اور عقبہ بن ابی معیط کے درمیان رہا کرتا تھا۔ یہ دونوں غلاظت سے بھری اوجھڑی اور دوسری تکلیف دہ چیزیں میرے دروازے پر ڈال دیتے تھے۔''

---

[1] سیرت ابن هشام، ذکر الهجرة الأولی إلی أرض الحبشة، باب: أبو لهب يفرق الناس من حوله ﷺ

Marfat.com

جب آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف لاتے تو صرف یہ فرماتے:

"اے بنی عبد مناف! یہ کیسا ہمسایہ پن ہے!؟"

یہ فرما کر آپ ﷺ اس گندگی کو ہٹا دیتے تھے۔[1]

یہ ان تکالیف کی چند جھلکیاں ہیں جو محبوب کائنات حضرت محمد ﷺ کو اسلام کی دعوت دینے پر پہنچائی گئیں۔ یہ تو صرف چند واقعات ہیں، جو بیان کیے گیے، ورنہ سیرت اور تاریخ کی کتابیں ان المناک، دل خراش اور روح لرزا دینے والے واقعات سے بھر پڑی ہیں، کفار مکہ نے اپنی سی ہر کوشش کی کہ رسول اللہ ﷺ اسلام کی دعوت دینا چھوڑ دیں اور نبوت کے دعوے سے بعض آجائیں، لیکن آپ ﷺ تو اللہ تعالیٰ کے سچے نبی تھے، آپ کو اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسا تھا، اس لیے آپ کسی کی بھی پروا کیے بغیر اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں ہمہ تن مشغول رہے۔ آپ ﷺ کو جادوگر اور کاہن کہا گیا، دیوانہ اور پاگل ہونے کا الزام بھی لگا۔ آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھا دیے جاتے، نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو مذاق اڑایا جاتا۔ سجدے میں تشریف لے جاتے تو اوجھڑی آپ کی گردن پر ڈال دی جاتی۔ گردن میں چادر ڈال کر اس زور سے کھینچتے کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک پر نشان پڑ جاتے۔ آپ ﷺ باہر نکلتے تو شریر لڑکے آپ کے پیچھے پیچھے گروپ بنا کر چلتے۔ غرض وہ کون سا ظلم تھا جو آپ ﷺ پر نہ کیا گیا ہو۔ آپ کو ہر طرح سے ستایا

[1] طبقات جلد اوّل ص ۱۶۲

گیا، جو دکھ، تکلیف ان سے بن پڑتا تھا، انھوں نے آپ ﷺ کو پہنچایا۔

خود آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

''اللہ تعالیٰ کے راستے میں جتنا میں تکلیف اور اذیت میں مبتلا ہوا ہوں کوئی اور شخص مبتلا نہیں ہوا اور اللہ کے راستے میں جتنا مجھے ڈرایا گیا کسی اور شخص کو اتنا نہیں ڈرایا گیا۔'' [1]

جب مشرکین مکہ کو آپ ﷺ کے حوصلے بجائے پست ہونے کے اور بھی بلند ہوتے نظر آئے تو انھوں نے آخری حربے کے طور پر آپ ﷺ کا تمام خاندان اور ساتھیوں سمیت سوشل بائیکاٹ کر دیا۔ تمام بنی ہاشم کو شعب ابی طالب کی گھاٹی میں محصور ہو کر رہنا پڑا، چوں کہ مکے کے تمام لوگ آپ ﷺ کا معاشی بائیکاٹ کر چکے تھے اور یہ عہد لکھ کر کعبے میں لٹکا چکے تھے کہ کوئی شخص بھی بنی ہاشم سے نہ تو نکاح کرے گا نہ میل جول رکھے گا اور نہ ہی کوئی اور معاملہ کرے گا۔ مسلمانوں کا جو وقت شعب ابی طالب کی گھاٹی میں گذرا وہ بہت ہی کڑا وقت تھا۔ فاقے کی یہ حالت تھی کہ بعض اوقات کیکر کے سوکھے پتے کھا کر بھی گذارا کیا۔ آپ ﷺ بنی ہاشم کے ساتھ تین سال تک مسلسل اس گھاٹی میں قید رہے، آخر غم والم کا یہ امتحان ختم ہوا، اللہ تعالیٰ نے شعب ابی طالب سے رہائی نصیب فرمائی، لیکن وہاں سے نکلنے کے فوراً بعد ایک اور امتحان نبوت کا منتظر تھا۔ شعب ابی طالب سے نکلنے کے آٹھ مہینے بعد

---

[1] الترمذی، أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ باب۔ الرقم: ۲۴۷۲

Marfat.com

آپ ﷺ کے پیارے چچا انتقال کر گئے، وہ آخر تک ایمان نہیں لائے تھے، لیکن آپ ﷺ کے جاں نثار تھے۔ تمام عمر آپ ﷺ کی حفاظت کرتے رہے، آپ کی حمایت کرتے رہے۔ آپ کو ان کی وفات کا غم تو تھا ہی، لیکن آپ ﷺ کو اس سے بڑا غم یہ تھا کہ آپ کے پیارے چچا اسلام لائے بغیر اس دنیا سے چلے گئے۔ آپ ﷺ ابھی چچا کے غم سے نکل بھی نہ پائے تھے کہ آپ کی غم گسار، وفا شعار بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی انتقال کر گئیں۔ آپ ﷺ ان دو جاں نثاروں کے انتقال سے بے حد غمگین رہنے لگے۔ ابو طالب کے بعد آپ کا کوئی حامی اور مددگار نہ رہا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد آپ کو تسلی دینے اور آپ کا غم بانٹنے والا بھی کوئی نہ رہا۔ مکے والوں کو تو ابو طالب کی وفات کے بعد گویا کہ کھلی چھٹی مل گئی تھی۔ انھوں نے ظلم و ستم اور تکالیف کا ایک نیا باب رقم کرنا شروع کر دیا۔ اس سب سے تنگ آ کر آپ ﷺ نے طائف کی وادی کی طرف سفر کا ارادہ فرمایا کہ شاید وہ لوگ ایمان لے آئیں، اللہ تعالیٰ کی ہدایت قبول کر لیں اور اس کے دین کے مددگار بن جائیں، چناں چہ آپ ﷺ نے اپنے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لیا اور طائف کی وادی میں پہنچے، وہاں کے سرداروں کو اسلام کی دعوت دی، لیکن وہ تو مکے والوں سے بھی زیادہ ظالم اور بدبخت نکلے۔ انھوں نے آپ ﷺ کی دعوت تو کیا قبول کرنی تھی، آپ کے پیچھے شرارتی نوجوانوں کو لگا دیا، جنھوں نے آپ پر پتھروں کی بارش کر دی، جس سے آپ ﷺ کا جسم اتنا لہو

Marfat.com

لہولہان ہو گیا کہ آپ کے جوتے خون سے بھر گئے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنہ کا بھی سر زخمی ہو گیا، کیوں کہ وہ آپ کو بچانے کی کوشش کر رہے تھے۔

ایک عرصہ دراز سے آپ غموں، دکھوں اور تکلیفوں میں گھرے چلے آرہے تھے۔ طائف میں آکر تو انتہا ہی ہو گئی تھی، لیکن آپ ﷺ نے ایک لفظ بھی شکوے یا شکایت کا اپنی زبان مبارک سے نہیں نکالا۔

آپ ﷺ واپس مکے تشریف لے آئے۔ شعب ابی طالب کی گھاٹی میں محصوری کے دن، ابو طالب اور حضرت خدیجہ کا انتقال، پھر طائف کا دل خراش واقعہ۔ پے در پے ان واقعات سے ذلّت انتہا کو پہنچ چکی تھی، آزمائش اور امتحانوں کی سب منزلیں طے ہو چکی تھی، ذلّت اور رسوائی کی کوئی قسم ایسی نہ تھی جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں آپ ﷺ نے برداشت نہ کی ہو۔

اب ضرورت تھی حوصلہ افزائی، تسلّی اور تشفّی کی، چناں چہ پھر ایک رات تسلی کے لیے بلاوا آ ہی گیا۔

☆......☆......☆

Marfat.com

چھت شق ہوتی ہے

رجب کی ۲۷ ویں شب حضور ﷺ حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں تھے، جو کہ ''شعب ابی طالب'' کے قریب تھا۔ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن اور آپ ﷺ کی چچازاد تھیں۔ آپ ﷺ آرام فرما رہے تھے کہ اچانک مکان کی چھت پھٹی اور جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام چھت کے شگاف کے ذریعے گھر میں اترے۔ چھت کے پھٹنے اور اس کے شگاف سے آنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو ابتدا ہی سے معلوم ہو جائے کہ آج رات میرے ساتھ کوئی انوکھا واقعہ پیش آنے والا ہے۔

انھوں نے آپ ﷺ کو جگایا اور اپنے ساتھ بیت اللہ شریف میں لے گئے۔

بیت اللہ میں اس وقت آپ ﷺ کے دو چچا، حمزہ اور جعفر پہلے ہی حطیم کے مقام پر سوئے ہوئے تھے۔ چوں کہ آپ ﷺ پر گہری نیند طاری تھی اس لیے آپ ﷺ آتے ہی ان دونوں کے بیچ لیٹ گئے اور آپ ﷺ کی آنکھ لگ گئی۔

جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ میکائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ایک اور فرشتہ بھی تھا، انھوں نے آپ کے پاس پہنچ آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

Marfat.com

''دونوں آدمیوں کے درمیان لیٹے قوم کے سردار کو لے چلو۔''

چناں چہ انھوں نے آپ ﷺ کو اٹھایا اور زم زم کے کنویں کے پاس لٹا دیا۔ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام آگے بڑھے اور آپ ﷺ کے سینے کی طرف انگلی سے اشارہ کیا، جس سے آپ کا سینہ مبارک ہنسلی کی ہڈیوں کے درمیان موجود گڑھے سے لے کر پیٹ کے نیچے ناف تک چاک ہو گیا۔ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے بس انگلی سے اشارہ کیا جس سے یہ پورا حصہ خود بخود چاک ہو گیا۔ اس سے آپ ﷺ کو نہ تو کوئی تکلیف ہوئی اور نہ ہی آپ ﷺ کے جسم اطہر سے خون بہا۔

اس کے بعد جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے ساتھی فرشتے میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام سے کہا:

''مجھے ایک برتن میں پانی دو، تاکہ میں ان کا قلب مبارک پاک کر دوں اور سینہ مبارک میں سکون اور اطمینان بھر دوں۔''

اس کے بعد جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے آپ ﷺ کے دل مبارک کو باہر نکالا۔ ان کے کہنے پر میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے تین مرتبہ برتن زم زم کے پانی سے بھر کر دیا۔ جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے آپ ﷺ کے دل کو اس برتن میں ڈال کر خوب دھویا۔ [1]

آپ ﷺ کے قلبِ اطہر کو زم زم کے پانی سے دھویا گیا، حالاں کہ جنت کی

---

[1] السيرة الحلبية، باب ذكر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

نہرِ کوثر سے بھی پانی لایا جا سکتا تھا، مگر زم زم سے دھونا اس بات کی دلیل ہے کہ آبِ زم زم نہرِ کوثر سے بھی افضل ہے۔

اس کے بعد میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام سونے کا ایک اور برتن لائے، جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا، یعنی اس برتن میں وہ چیز تھی جو ایمان اور حکمت حاصل کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔[1]

وہ برتن جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے آپ ﷺ کے قلبِ اطہر پر اُلٹ دیا۔ برتن میں موجود وہ حکمت اور ایمان آپ ﷺ کے قلبِ مبارک میں رچ بس گیا اور دل روشن اور منور ہو گیا۔

اس کے بعد جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے آپ ﷺ کے مبارک دل کو سینے میں رکھ کر سینہ پھر بند کر دیا۔[2]

پھر آپ ﷺ کے دونوں کاندھوں کے درمیان مہر لگائی گئی۔ یہ مہر نبوت نہیں تھی۔ مہر نبوت تو بچپن میں ہی لگا دی گئی تھی۔ جب حضور ﷺ پیدا ہوئے تو ایک فرشتہ آیا۔ اس نے آپ کو تین مرتبہ پانی میں نہلایا۔ اس کے پاس ایک سفید ریشمی تھیلی تھی۔ اس میں ایک مہر تھی، جسے اس نے ایک صاف ستھرے انڈے کی طرح آپ کے کندھے پر لگا دیا۔

معراج کی رات جو مہر لگائی گئی وہ مہر تو دراصل اس حکمت اور ایمان کی

---

[1] السيرة الحلبية، باب ذكر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

[2] تفسیر ابنِ کثیر، سورۂ اسراء، آیت ۱

Marfat.com

حفاظت کے لیے لگائی گئی تھی جو جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ ﷺ کے قلب اطہر کو چاک کر کے آپ کے دل میں ڈالا تھا۔'' ؎

مہر نبوت اس بات کی ظاہری علامت تھی کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ کے بعد جو بھی نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہے۔

☆......☆......☆

؎ السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

جنتی طیارہ

مہرِ نبوت لگانے کے بعد آپ ﷺ کے لیے ایک سواری لائی گئی۔ وہ ایک طویل قامت اور سفید رنگ کا جانور تھا۔ اس کا قد گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ اس کے کان اوپر کی جانب اُٹھے ہوئے تھے۔[1]

اس کا چہرہ آدمی کے چہرے کی طرح تھا، جسم گھوڑے کے جسم کی طرح اور ٹانگیں بیل کی ٹانگوں کی طرح تھیں، جب کہ دم ہرن جیسی تھی۔[2]

اس کی رانوں میں دو پر بھی لگے ہوئے تھے، جن سے وہ اڑتے ہوئے اپنی پچھلی ٹانگوں کو تیزی سے آگے کو دھکیلتا تھا۔

اس پر لگام لگی ہوئی تھی اور زین بھی کسی ہوئی تھی۔ اس جانور کا نام ''براق'' تھا۔ براق کے دو مطلب ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ براق لفظ ''بریق'' سے بنا ہے۔ ''بریق'' سفیدی کو کہتے ہیں، چوں کہ براق بے حد سفید تھا اس لیے اسے براق

---

[1] دلائل النبوة للبیهقی، جماع ابواب المبعث، بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عُرِجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الخ

[2] فتح الباری۔ باب المعراج جلد ۷، ص: ۲۰۶

Marfat.com

کہا گیا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ لفظ براق ''برق'' سے بنا ہے اور برق بجلی کو کہتے ہیں۔ چوں کہ اس کی رفتار بجلی کی طرح تیز تھی، اس لیے اس کو براق کہتے ہیں۔[1]

یہ براق انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی سواری تھی۔ آپ ﷺ کا مبارک ارشاد ہے:

''مجھ سے پہلے انبیا بھی اس براق پر سوار ہوتے رہے ہیں۔''

لیکن یہ صرف آپ ﷺ کی خصوصیت تھی کہ براق کی رفتار اتنی تیز کر دی گئی کہ اس کا ایک قدم وہاں پڑتا تھا جہاں تک نظر جاتی تھی۔ یہ خصوصیت بھی ہے کہ آپ ﷺ کو براق پر زین کس کر اور لگام لگا کر بٹھایا گیا۔

جب آپ ﷺ براق پر سوار ہونے لگے تو اس نے اپنے دونوں کانوں کو ملا لیا اور بدکنے لگا۔ یہ جانور کی عادت ہے کہ جب وہ چونکتا ہے تو پہلے دونوں کانوں کو ملا لیتا ہے۔ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے اسے ڈانٹا:

''اے براق! تو محمد ﷺ کے بیٹھنے پر بدکتا ہے۔ تیرے اوپر آج تک محمد ﷺ سے زیادہ عزت والا اور مکرم بندہ سوار نہیں ہوا۔''

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کی یہ ڈانٹ سن کر براق پسینا پسینا ہو گیا (اور اس نے بدکنا چھوڑ دیا)۔[2]

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے براق کا کان مروڑا اور حضور ﷺ کو براق پر سوار

---

[1] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

[2] ترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب: وَمِنْ سُورَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ۔ الرقم: ۳۱۳۱

Marfat.com

کردیا۔ آپ ﷺ کے سوار ہونے پر براق کا یوں بدکنا، چوکنا اور شوخی کرنا دراصل خوشی اور فخر کی وجہ سے تھا کہ آج مجھ پر تمام نبیوں کے سردار اور اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ سوار ہو رہے ہیں۔[1]

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے آپ ﷺ کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ خود بطورِ رہبر آگے بیٹھے اور براق پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ سے بیت المقدس کے لیے روانہ ہوئے۔ (حضرت جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام آپ کے ساتھ اس لیے سوار ہوئے، تاکہ آپ کو خوف محسوس نہ ہو، کیوں کہ براق کی رفتار بے حد تیز تھی)۔[2]

ایک روایت میں ہے کہ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کے علاوہ میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام بھی ساتھ سوار تھے۔ رکاب حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے اور لگام حضرت میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے تھامی ہوئی تھی۔ یہ بھی آیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام آپ کے دائیں جانب تھے اور میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام آپ کے بائیں جانب تھے۔[3] یعنی جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کبھی تو دائیں جانب سے لگام کو تھام لیتے اور کبھی سوار ہو جاتے، اس طرح میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام بھی کبھی تو بائیں جانب سے لگام کو تھام لیتے اور کبھی صرف ساتھ رہتے۔

اللہ تعالیٰ چاہتے تو اس بات پر قادر تھے کہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کو یہ

---

[1] فتح الباری، باب المعراج۔ ۲۰۷/۷

[2] فتح الباری، باب المعراج۔ ۲۰۸/۷

[3] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

سفر براق کے بغیر بھی کروا سکتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا اعزاز فرمایا۔ چوں کہ پیدل سفر کرنے کی بہ نسبت سواری پر سفر کرنا زیادہ معزز ہوتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سواری پر یہ مقدس سفر کروایا۔[1]

جب براق بلندی سے نیچے کی طرف اڑتا تھا تو اس کی اگلی ٹانگیں لمبی ہو جاتی تھیں اور پچھلی ٹانگیں چھوٹی ہو جاتی تھیں اور جب وہ نیچے سے اوپر کی طرف اڑتا تھا اس کی پچھلی ٹانگیں لمبی ہو جاتی تھیں اور اگلی ٹانگیں چھوٹی ہو جاتی تھیں۔[2]

☆......☆......☆

---

[1] فتح الباری، باب المعراج۔ ۷/۲۰۶

[2] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

دنیا سے ملاقات

آپ ﷺ کا حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کے ہم راہ براق پر سفر جاری تھا کہ اتنے میں ایک سرسبز علاقے پر گزر ہوا۔ وہاں کھجور کے درخت کثرت سے لگے ہوئے تھے۔ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے آپ ﷺ سے عرض کیا:

''آپ یہاں اتر کر دو رکعت نماز پڑھ لیجیے۔''

آپ ﷺ براق سے اترے اور دو رکعتیں ادا کیں۔

''کیا آپ کو معلوم ہے جہاں آپ نے نماز پڑھی ہے، یہ کون سی جگہ ہے؟'' جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے پوچھا۔

''نہیں...... مجھے معلوم نہیں۔'' آپ ﷺ نے جواب دیا۔

''یہ یثرب (مدینہ منورہ) ہے۔ آپ مکے سے ہجرت کر کے یہیں تشریف لائیں گے۔'' جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے حضور ﷺ کو بتایا۔

اس کے بعد جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام اور آپ ﷺ پھر براق پر سوار ہوئے اور براق اپنی تیز رفتاری سے چلتا ہوا ایک بار پھر روانہ ہوا۔ آگے چل کر ایک سفید

۱۲۱۵۵۵

Marfat.com

زمین پر گزر ہوا تو جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر عرض کیا:

”آپ یہاں اتر کر نماز پڑھیے۔“ آپ ﷺ نے وہاں بھی نماز پڑھی۔

”یہ مدین ہے۔ آپ نے مدین میں نماز پڑھی ہے۔“ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا۔

اس بستی کا نام مدین حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے مدین کے نام پر رکھا گیا تھا۔ انھوں نے اسی مقام پر قیام کیا تھا۔ اس کے بعد وہاں آبادی ہوگئی تھی۔ حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی بستی کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے۔

مدین میں نماز پڑھنے کے بعد آپ ﷺ اور حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر براق پر سوار ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے مدین کے بجائے طورِ سینا پر نماز پڑھی۔ طورِ سینا وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کلام فرمایا تھا۔ [1]

ایک اور مقام پر پھر جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا:

”آپ یہاں اُتر کر نماز پڑھیں۔“ آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔

”یہ بیت اللحم ہے۔“ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ ﷺ کو بتایا۔

بیت اللحم وہ مقام ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش ہوئی تھی۔ یہ بستی بیت المقدس کے پاس ہے۔ [2]

---

[1] سنن النسائی، کتاب الصلوۃ، فَرْضُ الصَّلَاۃِ، وَذِکْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِینَ فِی إِسْنَادِ حَدِیثِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَاخْتِلَافِ أَلْفَاظِهِمْ فِيهِ۔ الرقم: ۴۵۰

[2] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، المقصد الخامس: فی تخصیصہ ﷺ خصائص المعراج والإسراء۔ ۸/۳۸

Marfat.com

بیت اللحم میں نماز ادا کرنے کے بعد ایک بار پھر روانہ ہوئے۔ معراج کی اس رات کو دنیا حضور ﷺ کے سامنے پیش کی گئی۔ دنیا اور اس کی رنگا رنگ عیش و عشرت کو ایک عورت کی شکل میں دکھلایا گیا۔ وہ عورت حضور ﷺ کو دیکھ کر پکاری:

"اے محمد! میری طرف دیکھیے، میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔"

آپ ﷺ نے اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہم راہ براق پر سوار جا رہے تھے کہ راستے میں ایک بڑھیا پر گذر ہوا۔ اس نے آپ ﷺ کو آواز دی۔ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فوراً کہا:

"آپ اس کی طرف توجہ مت فرمایئے۔ آگے چلیے۔"

ذرا آگے چلے تو ایک بوڑھا نظر آیا۔ اس نے بھی آپ ﷺ کو آواز دی۔ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فوراً کہا:

"آپ اس کی طرف توجہ مت کیجیے۔ آگے چلیے!"

آپ ذرا اور آگے بڑھے تو چند لوگوں پر گزر ہوا۔ انھوں نے بلند آواز سے آپ ﷺ کو سلام کیا:

"السلام علیك یا اوّل! السلام علیك یا آخر! السلام علیك یا حاشر!"

جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کا سلام سن کر بولے:

"آپ ان کے سلام کا جواب دیجیے۔"

Marfat.com

آپ ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ پھر جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو بتایا:

''وہ جو بوڑھی عورت تھی وہ دراصل دنیا تھی۔ دنیا کی عمر کا اتنا ہی حصہ باقی رہ گیا ہے، جتنا اس بڑھیا کی عمر کا ہو سکتا ہے۔ (اس لیے دنیا کی زیب و زینت اور دل کشی اس قابل نہیں کہ اس کی طرف توجہ دی جائے، کیوں کہ اس پر بڑھاپا طاری ہو چکا ہے اور اس کی عمر میں سے اب تھوڑا سا ہی حصہ باقی رہ گیا ہے)۔''

اس بوڑھے اور سلام کرنے والوں کے بارے میں جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''بوڑھا شیطان تھا۔ ان دونوں کا مقصد آپ کو اپنی طرف مائل کرنا تھا۔ اگر آپ ان کی طرف توجہ کر لیتے تو آپ کی امت آخرت کے مقابلے میں دنیا کو اختیار کر لیتی اور وہ جو چند حضرات تھے، جنھوں نے آپ کو سلام کیا۔ وہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام تھے۔'' [1]

اس سفر میں آپ ﷺ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کے پاس سے گذرے۔ وہ سرخ ریت کے ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے اور بلند آواز سے یہ کہہ رہے تھے:

''اے اللہ! تو نے محمد کو اعزاز عطا فرمایا اور فضیلت دی۔''

---

[1] تفسیر ابن کثیر، سورۂ اسراء

Marfat.com

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔[1]

ایک روایت میں ہے:

''آپ ﷺ نے ایک کڑک دار آواز سنی، اسی سخت آواز میں آپ کو سلام کیا گیا، آپ ﷺ نے جواب دیا اور پوچھا:

''اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟''

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام بولے:

''یہ موسیٰ بن عمران ہیں۔''

''یہ اتنے سخت لہجے میں کس سے بات کر رہے ہیں؟'' حضور ﷺ نے پوچھا۔

''یہ اپنے رب سے کلام کر رہے ہیں۔'' جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے جواب دیا۔

''کیا اتنے سخت لہجے یہ اپنے رب سے میں بات کر رہے ہیں!؟'' آپ ﷺ نے حیرت سے پوچھا۔ اس پر جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا:

''جی ہاں، اللہ تعالیٰ کو ان کے مزاج کی تیزی اور سختی معلوم ہے۔''

یعنی قدرتی طور پر ان کا لب ولہجہ ایسا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ سے بھلا کون سخت

---

[1] الصحیح لمسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل موسیٰ، حدیث الرقم: ۲۳۷۵

Marfat.com

لہجے میں بات کرسکتا ہے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی آپ ﷺ کے بارے میں جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا تھا:

''اے جبرئیل! یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟''

''یہ احمد ہیں!'' جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا۔

یہ سن کر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بولے:

''امی نبی کو خوش آمدید! جنھوں نے اپنی امت کی خیر خواہی کی۔''

اس کے بعد انھوں نے آپ ﷺ کو برکت کی دعا دی اور فرمایا:

''میں آپ کی امت کے لیے اللہ تعالیٰ سے آسانی مانگتا ہوں۔''

جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ ﷺ کو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر بھی دکھائی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''جبرئیل مجھے لے کر میرے باپ ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی قبر کے پاس سے گزرے اور مجھ سے کہا:

''اس جگہ اتر کر دو رکعت نماز پڑھیے!''

آپ ﷺ نے وہاں نماز پڑھی۔

ایک روایت میں ہے:

''ہم ایک درخت کے پاس سے گذرے، وہاں ایک بزرگ اپنے گھر والوں

Marfat.com

کے ساتھ درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا:

''یہ کون ہیں؟''

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا:

''یہ آپ کے باپ ابراہیم ہیں۔''

یہ سن کر آپ ﷺ نے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو سلام کیا۔ انھوں نے جواب دیا اور جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام سے پوچھا:

''یہ تمھارے ساتھ کون ہیں؟''

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے جواب دیا:

''یہ آپ کے بیٹے محمد (ﷺ) ہیں۔''

یہ سن کر ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام بے حد خوش ہوئے اور فرمایا:

''امی اور عربی نبی! خوش آمدید!''

اور آپ ﷺ کو برکت کی دعا دی۔

آپ ﷺ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ چلے جا رہے تھے کہ اچانک آپ کو اپنے دائیں جانب ایک آواز سنائی دی۔ کوئی آپ ﷺ کو پکار رہا تھا:

''اے محمد! میری طرف دیکھیے! میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔'' لیکن آپ ﷺ نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ پھر یہی آواز آپ کو اپنے بائیں جانب سنائی دی۔

Marfat.com

''اے محمد! میری طرف دیکھیے! میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔'' لیکن آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ان دونوں پکارنے والوں کے بارے میں جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا:

''یارسول اللہ! پہلا پکارنے والا، یعنی جس نے دائیں جانب سے پکارا، وہ یہودیوں کا داعی (مذہب یہود کی تبلیغ کرنے والا) تھا۔ اگر آپ اس کو جواب دے دیتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی۔ دوسرا پکارنے والا، جس نے آپ کو بائیں جانب سے پکارا وہ عیسائیوں کا مبلغ تھا۔ اگر آپ اس کی بات کا جواب دے دیتے تو آپ کی امت عیسائی ہو جاتی۔

☆......☆......☆

Marfat.com

محل کی خوش بو

آپ ﷺ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کے ہم راہ براق پر محوِ سفر تھے کہ اچانک ایک ایسا مقام آیا جہاں سے بہت ہی اعلیٰ اور عمدہ خوش بو آ رہی تھی۔

''یہ خوش بو کیسی ہے؟'' آپ ﷺ نے پوچھا۔

''یارسول اللہ! یہ فرعون کی لڑکی کی نوکرانی اور اس کے بچوں کے اس محل کی خوش بو ہے، جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جنت میں تیار کر رکھا ہے۔''

یہ نوکرانی فرعون کی بیٹی کے بالوں میں کنگھی کیا کرتی تھی۔ ایک دن اچانک اس کے ہاتھوں سے کنگھی گر گئی۔

''بسم اللہ!'' بے ساختہ اس نوکرانی کے منہ سے نکلا۔

''کیا کہا؟ اللہ! لیکن رب تو میرا باپ فرعون ہے۔ یہ اللہ کون ہے؟'' شہزادی نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

''نہیں، میرا رب، میرا اللہ تو وہ ہے جو مجھے، آپ کو اور خود بادشاہ فرعون کو بھی روزی دیتا ہے۔'' نوکرانی نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

''اچھا! تو تم میرے والد فرعون کے علاوہ کسی اور کو اپنا رب مانتی ہو؟''

شہزادی نے غضب ناک نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

''جی ہاں، بے شک! میرا، آپ کا اور آپ کے والد فرعون کا، بل کہ سب کا رب اللہ ہے۔'' نوکرانی نے ایمانی جذبے سے لبریز لہجے میں جواب دیا۔

شہزادی نے فوراً فرعون سے اس کی شکایت کی۔ فرعون کے غصے کا تو کیا ہی پوچھنا! اس نے اسی وقت نوکرانی کو دربار میں بلوایا۔

''یہ میں کیا سن رہا ہوں؟ تو میرے سوا کسی اور کو اپنا رب مانتی ہے؟''

''جی ہاں، میرا تیرا رب اللہ ہی ہے، جو بلندیوں اور بزرگیوں والا ہے۔''

اس کا یہ جواب سن کر فرعون آگ بگولا ہو گیا۔

''تانبے کی گائے کو آگ میں خوب تپایا جائے۔'' فرعون دھاڑا۔

فرعون کے پاس تانبے کی بنی ایک عدد گائے تھی، جس میں ڈال کر وہ مجرموں کو سزا دیتا تھا۔ تانبے کی اس گائے میں تیل ڈال کر اسے خوب تپایا جاتا، جب اس میں تیل کھولنے لگتا تو مجرم کو اس میں ڈال دیا جاتا تھا۔ جب وہ تانبے کی گائے آگ میں تپ کر بالکل آگ جیسی ہو گئی تو فرعون نے حکم دیا:

''اس نافرمان اور گستاخ نوکرانی کے بچوں کو ایک ایک کر کے اس میں ڈالنا شروع کرو۔''

''میری ایک گزارش ہے۔'' نوکرانی بولی۔

Marfat.com

''ہاں بتاؤ!'' فرعون نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

''وہ گزارش یہ ہے کہ جلانے کے بعد میری اور میرے بچوں کی ہڈیاں ایک ہی جگہ ڈال دینا۔'' اس کی بات سن کر فرعون کو بڑی حیرت ہوئی۔ وہ تو سمجھ رہا تھا کہ شاید وہ معافی کی درخواست کرے گی اور اپنے بچوں کی زندگی کی بھیک مانگے گی، لیکن اس نے تو ایسا کچھ بھی نہیں کہا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ تمھاری یہ شرط منظور کی جاتی ہے۔'' فرعون نے کہا اور اس کے بچوں کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیا اور ایک ایک کر کے سب بچے آگ میں ڈال دیے۔ کچھ ہی دیر میں سب جل کر راکھ ہو گئے، لیکن اس مومنہ عورت نے اُف تک نہ کی۔ پھر اس کے سب سے چھوٹے بیٹے کی باری آئی، جو کہ ابھی دودھ پیتا تھا، جب فرعون کے سپاہیوں نے اس نیک بی بی کو بچے سمیت گھسیٹا تو اس کی بینائی چلی گئی۔ آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اس دودھ پیتے بچے کو بولنے کی قوت عطا فرمائی اور وہ بول اٹھا:

''امی جان! افسوس نہ کریں۔ امی جان! گھبرایئے مت۔ سچائی کے راستے میں جان دینا ہی سب سے بڑی نیکی ہے۔'' شیر خوار بچے کے منہ سے یہ تسلی بھرے الفاظ سن کر اس نوکرانی کو صبر آ گیا۔ فرعون کے ظالم درندوں نے اس معصوم بچے کو بھی آگ میں ڈال دیا اور پھر آخر میں اس نیک خاتون کو بھی۔

معراج کے اس سفر میں آپ ﷺ کو اس مقام سے خوش بو کے جھونکے اسی

Marfat.com

نیک خاتون کے محل سے آ رہے تھے، جو اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے بچوں کو عطا فرمائیں گے۔ [1]

آپ ﷺ کا سفر جاری تھی کہ اچانک ایک جن نے آپ ﷺ کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا آگ کا شعلہ تھا۔ آپ ﷺ جب بھی دائیں بائیں دیکھتے تو وہ پیچھا کرتا ہوا آپ کو نظر آ جاتا۔

"یا رسول اللہ! میں آپ کو ایسے کلمات بتاؤں کہ اگر آپ ان کو پڑھ لیں تو اس جن کے پاس موجود شعلہ بجھ جائے گا اور یہ اپنے منہ کے بل گر پڑے گا؟" جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کیا۔

"ہاں، کیوں نہیں! ضرور بتاؤ۔" آپ ﷺ نے فرمایا۔

اس پر جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے آپ ﷺ کو یہ کلمات بتائے:

أَعُوذُ بِوَجْهِ اللهِ الْكَرِيمِ، وَكَلِمَاتِهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ، مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ، وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ، يَا رَحْمٰنُ. [2]

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کی بلند مرتبہ ذات اور اس کے ان مکمل کلمات کے ذریعے

---

[1] البدایۃ والنھایۃ۔ ۱/۲۴۵

[2] السنن الکبری للنسائی، کتاب عَمَلِ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ، ذِكْرُ مَا يَكُبُّ الْعِفْرِيتَ وَيُطْفِئُ شُعْلَتَهُ۔ الرقم: ۱۰۷۲۶

پناہ مانگتا ہوں، جن سے آگے کوئی نیک و بد نہیں جا سکتا، میں پناہ مانگتا ہوں ہر اس برائی سے جو آسمانوں سے نیچے اترتی ہے اور ہر اس برائی سے جو آسمانوں کی طرف جاتی ہے اور ہر اس برائی سے جو زمین میں بوئی جاتی ہے اور ہر اس برائی سے جو زمین سے نکلتی ہے اور رات دن کے تمام فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں اور راتوں اور دنوں کے گھومنے والوں سے بھی پناہ مانگتا ہوں سوائے ان گھومنے اور چلنے والوں کے جو خیر اور بھلائی کے ساتھ چلتے ہیں۔ اے رحم کرنے والے!

☆......☆......☆

Marfat.com

یہ کون لوگ ہیں؟

بیت اللہ سے بیت المقدس تک اس سفر میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بہت سی چیزیں دکھائیں۔ جہنم میں دیے جانے والے عذاب کی بعض صورتوں کا بھی آپ ﷺ کو مشاہدہ کروایا گیا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ مناظر آپ ﷺ کو آسمانوں پر دکھائے گئے۔ کچھ نے کہا کہ بیت اللہ سے بیت المقدس کے درمیانی سفر میں دکھائے گئے۔

کتب سیرت میں یہ واقعات براق پر سواری کے بعد ہی مذکور ہیں، یہ عالم برزخ کے واقعات ہیں، وہ عالم جو فی الحال ہماری نظروں سے اوجھل ہے، وہ ہمیں آنکھ بند ہونے کے بعد ہی نظر آئے گا۔

آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے۔

”یہ کون لوگ ہیں؟“ آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا۔

”یہ آپ کی امت کے ان خطبا کا انجام ہے جو لوگوں کو تو بھلائی کا حکم دیتے تھے،

Marfat.com

لیکن خود کو بھول جاتے تھے۔ خود عمل نہیں کرتے تھے۔" جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے جواب دیا۔[1]

ایک روایت میں ہے:

"ایسے لوگوں کو آپ ﷺ کے سامنے لایا گیا، جن کی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، جیسے ہی کٹتے فوراً سے دوبارہ پیدا ہو جاتے، پھر اسی طرح کاٹے جاتے۔ ان کو ایک لمحے کی بھی مہلت نہ دی جاتی تھی۔"

"جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟" آپ ﷺ نے پوچھا۔

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام بولے:

"یہ آپ کی امت میں فتنہ پیدا کرنے والے وہ مقرر اور خطیب ہیں جو زبان سے تو کچھ اور کہتے تھے اور عمل کچھ اور کرتے تھے۔[2]

ایک اور روایت میں ان لوگوں کے بارے میں جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کے یہ الفاظ بھی آتے ہیں:

"یہ آپ کی امت کے وہ خطیب حضرات ہیں جو ایسی باتیں کرتے ہیں جن پر خود عمل نہیں کرتے۔ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے۔[3]

اس کے بعد آپ ﷺ کا گذر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے

---

[1] شرح السنة للبغوی، الرقم: ۴۱۵۹

[2] السیرۃ الحلبیة، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

[3] مشکاۃ المصابیح، کتاب الأدب، باب الأمر بالمعروف، الرقم: ۵۱۳۹

Marfat.com

تھے اور وہ ان ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے۔

''اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟'' حضور ﷺ نے پوچھا۔

''یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں، یعنی لوگوں کی غیبت کرتے ہیں اور لوگوں کو بے عزت کرنے پر تلے رہتے ہیں۔[1]

غیبت کے بارے میں بہت ہی سخت وعیدیں آئی ہیں۔ آپ ﷺ غیبت کو بہت ہی ناپسند فرماتے تھے۔ غیبت کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

''تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ؟ یقیناً تم اس کو بالکل بھی پسند نہیں کرتے۔''[2]

یعنی جس طرح تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند نہیں کرتے، بل کہ اس کو گھٹیا اور بہت ہی بری حرکت سمجھتے ہو۔ تمھیں چاہیے کہ اسی طرح تم اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کرنے کو بھی برا سمجھو، اسے بھی ناپسند کرو۔ خود خالق کائنات کے منع کرنے کے بعد غیبت کے برا ہونے میں بھلا کیا کسر رہ جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے غیبت کو بہت ہی بڑا گناہ بتلایا ہے۔ آپ ﷺ کا مبارک ارشاد ہے:

''غیبت کرنا زنا سے بڑا گناہ ہے۔''[3]

---

[1] سنن أبي داود، الأدب في الغيبة، الرقم: ۴۸۷۸

[2] سورۂ حجرات، آیت: ۱۲

[3] مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ وَالْغِيبَةِ وَالشَّتْمِ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ الرقم: ۴۸۷۴

Marfat.com

حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کے ہم راہ براق پر آپ ﷺ کا سفر جاری تھا کہ آپ ﷺ کو کچھ ایسے لوگ نظر آئے جن کے پیٹ بہت ہی بڑے تھے۔ اتنے بڑے جیسے ہمارے گھر ہوتے ہیں۔ ان کے پیٹوں میں سانپ تھے، جو باہر سے نظر آرہے تھے۔

"اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟" حضور ﷺ نے پوچھا۔

"یارسول اللہ! یہ سود کھانے والے ہیں۔" [1]

یعنی سود کھانے والوں کا انجام یہ ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے چند لوگوں کو دیکھا جو خون کے دریا میں تیر رہے تھے اور پتھر نگل رہے تھے۔

"اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟"

"یہ سود خور ہیں۔" جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام بولے اور پھر فرمایا:

"سود خوروں کے بارے میں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ترجمہ: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت میں) اٹھیں گے تو اس شخص کی طرح اٹھیں گے جسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو یہ اس لیے ہوگا کہ انھوں نے کہا تھا:

"بیع بھی تو سود ہی کی طرح ہوتی ہے، حال آں کہ اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور

---

[1] سنن ابن ماجۃ، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا۔ الرقم: ۲۲۷۳

Marfat.com

سود کو حرام قرار دیا ہے، لہٰذا جس شخص کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت آ گئی اور وہ (سودی معاملات سے) باز آ گیا تو ماضی میں جو کچھ ہوا وہ اسی کا ہے، اس (کی باطنی کیفیت) کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جس شخص نے لوٹ کر پھر وہی کام کیا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں۔ وہ ہمیشہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔[1]

یعنی قیامت کے دن سود کا مال کھانے والے لوگ اپنی قبروں سے ایسے کھڑے ہوں گے جیسے خبطی اور پاگل شخص ہوتا ہے۔ کبھی لڑکھڑا کر سر کے بل گریں گے تو کبھی کمر کے بل اور کبھی کروٹ کے بل گر پڑیں گے۔[2]

حضور ﷺ آگے بڑھے تو آپ کو کچھ لوگ نظر آئے۔ ان کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے تھے۔ جب ان میں سے کسی ایک کا سر کچلا جاتا تو کچلے جانے کے بعد اس کا سر پھر صحیح سلامت ہو جاتا۔ صحیح ہونے کے بعد پھر اس کا سر کچلا جاتا۔ وہ پھر پہلے جیسا ہو جاتا، پھر دوبارہ کچلا جاتا۔ سر کے کچلے جانے، ٹھیک ہونے اور پھر کچلے جانے کا یہ سلسلہ نہ ختم ہونے والا تھا۔

''اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟''

''اللہ کے رسول! یہ وہ لوگ ہیں جو نماز میں سستی کرتے ہیں اور سوئے پڑے رہتے ہیں۔'' جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا۔

اس کے بعد حضور ﷺ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے سامنے دو

---

[1] سورۂ بقرہ، آیت: ۲۷۵

[2] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

ہانڈیاں رکھی ہوئی تھیں۔ایک ہانڈی میں بھنا ہوا صاف ستھرا گوشت رکھا ہوا تھا، جب کہ دوسری میں سڑا ہوا خراب گوشت تھا۔وہ لوگ بھنا ہوا صاف ستھرا گوشت چھوڑ کر سڑا ہوا گندا گوشت کھا رہے تھے۔

''یہ کون لوگ ہیں؟'' حضور ﷺ نے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا۔

''یارسول اللہ! یہ وہ لوگ ہیں.......... جو بری عورتوں کے ساتھ رات گزارتے ہیں..........'' جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ ﷺ کو بتایا۔

جن کا حال اوپر گزرا ان میں عورتیں بھی شامل تھیں۔ان کے بارے میں حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا:

''یہ وہ عورتیں ہیں جو.......... بدکار شخص کے ساتھ رات گزارتی تھیں۔

آپ ﷺ نے ایک ایسے شخص کو بھی دیکھا جس کے پاس لکڑیوں کا ایک بہت بڑا گٹھڑا تھا۔گٹھڑے کا بوجھ اس سے اُٹھایا نہیں جا رہا تھا، لیکن وہ شخص اس میں مزید اضافہ کرتا چلا جا رہا تھا۔

''جبرئیل! یہ کون شخص ہے؟'' آپ ﷺ نے پوچھا۔

''یہ ایسے شخص کی مثال ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں۔اس میں اتنی ہمت اور طاقت نہیں ہے کہ یہ ان کی امانتوں کو ادا کر سکے، لیکن یہ مزید امانتوں کا بوجھ بھی اپنے سر لینے کو تیار ہے۔''

آپ ﷺ نے کچھ ایسے لوگوں کو بھی دیکھا جو اونٹ اور بیل کی طرح چرتے

Marfat.com

ہوئے آگ کے کانٹے دار درخت اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے۔

''جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟''

آپ ﷺ کے پوچھنے پر جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا:

''یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے ایسے لوگ گزرے جو ....اونٹوں اور بکریوں کی طرح چر رہے تھے اور زقوم درخت کے کڑوے پتے اور کانٹے کھا رہے تھے۔ زقوم درخت کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''وہ ایک ایسا درخت ہے جو دوزخ کے پیندے میں سے نکلتا ہے۔''[1]

زقوم نامی اس درخت کے بارے میں آتا ہے کہ یہ اس قدر کڑوا اور زہریلا ہے کہ اس کی کڑواہٹ اور تلخی کا مقابلہ دنیا کی کوئی چیز نہیں کر سکتی۔ اس کا ایک ذرہ بھی اگر دنیا کے میٹھے دریاؤں میں ڈال دیا جائے تو تمام دریا کڑوے ہو جائیں۔

وہ لوگ زقوم اور جہنم کے تپتے ہوئے پتھر چبا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا:

''یہ کون لوگ ہیں؟''

''یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال میں سے وہ صدقات ادا نہیں کرتے تھے جو ان پر فرض تھے،'' یعنی زکوٰۃ نہیں دیا کرتے تھے۔[2]

---

[1] سورۂ صافات، آیت: ۶۴

[2] السیرة الحلبیة، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

حضور ﷺ نے ایک بیل کو دیکھا جو ایک چھوٹے سے سوراخ سے نکل کر پھر واپس اسی میں داخل ہونا چاہ رہا تھا (لیکن وہ ایسا کر نہیں پا رہا تھا)۔

''یہ کون ہے؟'' حضور ﷺ نے پوچھا۔

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے جواب دیا:

''یہ اس شخص کی مثال ہے جو کوئی بڑا بول، بول دیتا ہے اور وہ بڑا بول گناہ کا ہوتا ہے۔ کہنے کے بعد وہ اپنی اس بات پر شرمندہ ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنی بات کو واپس کر لے، لیکن وہ ایسا کر نہیں پاتا۔''

......کمان سے نکلا تیر اور زبان سے نکلا بول بھی بھلا واپس ہوتا ہے......

آپ ﷺ نے کچھ ایسے لوگ بھی دیکھے جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے۔ ان کے ہاتھوں میں پتھروں کی طرح کے بڑے بڑے انگارے تھے۔ وہ لوگ ان انگاروں کو اپنے منہ میں ڈالتے اور پھر وہ پتھر نما انگارے ان کے (جسم سے) باہر نکل جاتے۔

''یہ کون لوگ ہیں؟'' آپ ﷺ نے پوچھا۔

''یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال زبردستی اور ان پر ظلم کرتے ہوئے کھا جاتے ہیں۔

یعنی جو لوگ یتیموں کا مال کھا رہے ہیں وہ دراصل اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں اور مرنے کے بعد وہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔

Marfat.com

آپ ﷺ ذرا آگے چلے تو دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں، فرشتے ان کا گوشت کاٹ کاٹ کر یہ کہتے ہوئے ان کو ہی کھلا رہے ہیں:

''کھاؤ کھاؤ، جس طرح زندگی میں اپنے بھائی کا گوشت کھاتے رہے، اب یہ گوشت بھی کھاؤ!''

آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام سے پوچھا:

''یہ کون لوگ ہیں؟''

حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام بولے:

''یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے عیب تلاش کرتے تھے۔ اور ایک دوسرے پر آوازیں کسا کرتے تھے۔ [1]

آپ ﷺ کا سفر جاری تھا کہ آپ کو راستے میں لگی ہوئی ایک لکڑی نظر آئی۔ جو چیز بھی اس لکڑی کے پاس سے گزرتی تھی، یہ لکڑی اس کو پھاڑ ڈالتی تھی۔

''جبرئیل! یہ کیا ہے؟'' آپ ﷺ نے پوچھا۔

''یہ آپ کی امت کے ان لوگوں کی مثال ہے جو راستوں میں بیٹھ کر گھات لگایا کرتے ہیں اور ڈاکے ڈالتے ہیں۔''

اتنا کہہ کر جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے قرآن مجید کی سورۂ اعراف کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

---

[1] السيرة الحلبية، باب ذكر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

ترجمہ: اور تم سڑکوں پر اس لیے مت بیٹھا کرو کہ ایمان والوں کو دھمکیاں دو۔"[1]

آپ ﷺ کا گزر ایک وادی پر ہوا۔ وہاں سے مشک کی ٹھنڈی اور پاکیزہ خوش بو آ رہی تھی۔

"اے جبرئیل! یہ کیا ہے؟" آپ ﷺ نے پوچھا۔

"اے محمد! یہ جنت ہے۔ یہ کہتی ہے:

"اے رب! آپ نے جس چیز کا وعدہ مجھ سے فرمایا تھا، وہ مجھے دے دیجیے، کیوں کہ میرے بالا خانے، میرا ریشم، میرے موتی، میرے مونگے، میرا سونا اور چاندی، میرے برتن، شہد، پانی، دودھ اور پاکیزہ شراب بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ آپ مجھے میرے وعدے کی چیز، یعنی وہ لوگ عطا فرمائیں، جو میرے اندر رہیں اور میرے اندر موجود نعمتوں کو استعمال کریں۔"

اللہ تعالیٰ جنت کی اس پکار پر فرماتے ہیں:

"جو مسلمان مرد اور عورت مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لائے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور میرے برابر کسی کو بھی نہ سمجھتا ہو، وہ تیرے اندر داخل ہو گا۔

اے جنت! سُن، جس کے دل میں میرا ڈر ہو گا میں اسے ہر ڈر اور ہر خوف سے محفوظ کر دوں گا، جو مجھ سے سوال کرتا ہے میں اسے محروم نہیں کرتا۔ جو مجھے

---

[1] سورۂ اعراف، آیت:۸۶

Marfat.com

قرض دیتا ہے (یعنی میری راہ میں مال خرچ کرتا ہے) میں اسے بدلہ دیتا ہوں۔ جو مجھ پر بھروسا کرتا ہے میں اس کے لیے کافی ہو جاتا ہوں۔ میں اللہ ہوں، بے شک میں سچا معبود ہوں، میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ہمارے وعدوں کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ بے شک مؤمنوں کو نجات ملے گی، اللہ برکت والا ہے جو سب سے بہتر خالق ہے۔"

یہ سن کر جنت خوش ہو کر بولی:

"اے میرے رب! بس میں خوش ہو گئی۔"

پھر آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ زمین میں فصل بو رہے تھے، ایک ہی لمحے میں ان کی بوئی ہوئی فصل تیار ہو گئی اور وہ فصل کاٹنے لگے۔ جیسے ہی وہ فصل کاٹ کر فارغ ہوئے، فصل پھر تیار ہو گئی، انھوں نے پھر فصل کاٹی، ایک ہی لمحے بعد فصل پھر تیار تھی۔

آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا:

"یہ کون لوگ ہیں؟"

انھوں نے بتایا:

"یہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے ہیں۔ ان کی ہر نیکی کا ثواب سات سو گنا کر دیا جاتا ہے، یہ لوگ جو کچھ، خیر اور بھلائی کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس کا بدلہ عطا فرماتے ہیں۔"

Marfat.com

آپ ﷺ کا گزر ایک وادی پر ہوا۔ آپ نے وہاں ایک بہت ہی بری اور خوف ناک آواز سنی، وہاں سے بہت ہی کراہت آمیز بدبو آرہی تھی۔ آپ نے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا:

''جبرئیل یہ کیا ہے؟''

انھوں نے جواب دیا:

''اللہ کے رسول! یہ جہنم کی آواز ہے۔ یہ اپنے رب سے کہہ رہی ہے:

''اے میرے پروردگار! میری زنجیریں، میری آگ، میرے شعلے، میری پیپ اور عذاب دینے کے دوسرے سامان بہت بڑھ گئے ہیں۔ میری گہرائی اور اس کی آگ کی تپش بہت بڑھ گئی ہے۔ مجھے وہ غذا دے جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے۔''

اس پر اللہ تعالیٰ اس سے فرماتے ہیں:

''ہر کافر، مشرک، بدمعاش اور خبیث مرد و عورت تیری خوراک ہے۔''

اس پر جہنم نے کہا:

''بس! میں خوش ہوگئی۔'' [1]

جس وادی میں آپ نے جہنم کی آواز سنی، وہ بیت المقدس کے قریب ہے۔ سیرت حلبیہ کے مصنف فرماتے ہیں:

---

[1] تفسیر ابن کثیر، سورۂ بنی اسرائیل، روایۃ ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

''ہوسکتا ہے کہ جس وادی میں آپ نے آواز سنی، جہنم بھی اسی وادی کی سیدھ میں ہو۔''

جب حضور ﷺ اس وادی میں پہنچے جس میں بیت المقدس ہے تو اچانک جہنم کو کھول کر آپ ﷺ کے سامنے کر دیا گیا، جو تہ بہ تہ تھی۔

کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

''یارسول اللہ! آپ نے جہنم کو کیسا پایا؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''انگارے کی طرح۔''

یعنی وہ انگارے کی طرح بڑھکتی ہوئی اور دھکتی ہوئی حالت میں نظر آئی، اس کا منظر انتہائی ہول ناک اور خوف ناک تھا۔[1]

جب حضور ﷺ نے جہنم کا مشاہدہ فرمایا تو آپ ﷺ کو ایک شخص نظر آیا۔ اس کا رنگ سرخ، جب کہ آنکھیں نیلگوں تھیں اور اس کے بال گھنگھریالے تھے۔

''جبرئیل! یہ کون شخص ہے؟'' حضور ﷺ نے پوچھا۔

''یہ (صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی) اونٹنی کا قاتل ہے۔''[2]

حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔ یہ قومِ ثمود کے نبی تھے۔ یہ قوم بہت ہی سرکش تھی۔ جب حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اللہ کی

---

[1] تفسیر ابن کثیر، سورۂ بنی اسرائیل۔ روایۃ ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[2] ایضاً۔

Marfat.com

طرف بلایا اور کہا:

''اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو۔ اللہ کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے تمھیں زمین سے پیدا کیا اور پھر اس نے تمھیں اس زمین میں بسایا۔ تمھیں چاہیے کہ تم اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور اس کی طرف رجوع کرو۔''

تو وہ بجائے آپ کی دعوت قبول کرنے کے ناک منہ چڑھا کر بولے:

''کیا تم ہمیں ہمارے ان معبود بتوں کی عبادت کرنے سے روکتے ہو، جن کی پوجا ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے۔''

وہ حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلاتے رہے اور حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو اللہ کا پیغام سناتے رہے۔ آخر انھوں نے کہا:

''اگر تم سچے ہو تو کوئی معجزہ دکھاؤ۔''

اس پر صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا:

''ٹھیک ہے۔ تمھاری خواہش پر میں تمھیں معجزہ تو دکھا دیتا ہوں، لیکن اگر اس کے بعد بھی تم ایمان نہ لائے تو تم پر اللہ کا عذاب آئے گا۔''

اس پر وہ بولے:

''ہم ہر سال فلاں تاریخ کو شہر سے باہر جاتے ہیں۔ اپنے ساتھ اپنے بتوں کو بھی اچھے کپڑے پہنا کر لے جاتے ہیں، پھر ان بتوں سے اپنی حاجتیں اور

Marfat.com

ضروریات مانگتے ہیں، تم بھی ہمارے ساتھ چلو، اپنے خدا سے اپنی مراد مانگ، ہم بھی مانگیں گے، پھر دیکھیں گے کہ تیرا خدا تجھے کیا دیتا ہے اور ہمارے خدا ہمیں کیا دیتے ہیں؟''

صالح علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کی یہ بات قبول کر لی اور مقررہ دن سب لوگ شہر سے باہر نکلے۔ صالح علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ وہ تھوڑے سے لوگ بھی تھے جو اُن پر ایمان لائے تھے۔ جب سب لوگ جمع ہو کر مقررہ جگہ پر پہنچ گئے تو ان مشرکوں نے اپنے بتوں کو اچھی طرح سجایا اور اپنے سامنے تخت پر بٹھا دیا اور پھر بڑے ادب سے اپنی اپنی حاجات مانگنے لگے۔ وہ لوگ کافی دیر تک نہایت عاجزی اور احترام سے مانگتے رہے، لیکن کچھ بھی نہ ہوا، آخر تنگ آ کر بیٹھ گئے۔ اس پر صالح علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

''اب تم کہو! میں کیا کر کے دکھاؤں؟ میں اپنے پروردگار سے جو بھی دعا کروں گا وہ ان شاء اللہ ہو جائے گا۔ جو تم کہو گے وہی کر کے دکھاؤں گا۔''

ان سب نے اپنے سردار کی طرف دیکھا:

''سردار! ان سے کوئی ایسا مطالبہ کرنا چاہیے جو یہ پورا نہ کر سکیں۔''

سردار نے ان کی بات سن کر ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر بولا:

''اگر آپ واقعی اللہ کے نبی ہیں تو ہماری پہاڑی ''کاتبہ'' سے ایک ایسی اونٹنی نکال کر دکھائیں جو دس ماہ کی گابھن اونٹنی ہو، یعنی اس کے پیٹ میں بچہ ہو۔ اونٹنی

Marfat.com

پوری طاقت والی ہو۔ پہاڑی سے نکلنے کے بعد وہ ہمارے سامنے ہی بچہ جنے اور وہ بچہ بھی اسی اونٹنی کا ہم شکل ہو۔ اس کا رنگ، روپ بالکل اسی کے جیسا ہو۔''

اپنے طور پر انھوں نے ایسا مطالبہ کیا تھا جس کا پورا ہونا بظاہر ناممکن تھا۔ ان کی یہ بات سن کر حضرت صالح علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

''اگر میں اللہ کے حکم سے تمھارا یہ مطالبہ پورا کر دوں تو کیا تم مجھ پر اور میری دعوت پر ایمان لے آؤ گے؟''

تو وہ سب یک زبان ہو کر بولے:

''ہاں، ہاں، کیوں نہیں! ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔''

حضرت صالح علیہ الصلاۃ والسلام نے دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ سے التجا کی:

''اے پروردگار! آپ کے لیے تو کچھ بھی مشکل نہیں۔''

آپ ابھی دعا کر کے فارغ ہی ہوئے تھے کہ اچانک پہاڑی پھٹی اور پہاڑی میں سے ایسی آواز نکلی جیسی آواز اونٹنی بچے کی پیدائش کے وقت نکالتی ہے اور فوراً ایک اونٹنی پہاڑی سے نکل کر ان کے سامنے آگئی اور جنگل میں چرنے لگی، کچھ ہی دیر بعد اس کا بچہ بھی پیدا ہو گیا۔ وہ بچہ بالکل اسی اونٹنی کے رنگ و روپ کا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کو دیکھ کر ان کی قوم کا سردار اور بہت سے لوگ ایمان لے آئے، لیکن کچھ لوگ پھر بھی گمراہی پر قائم رہے۔ حضرت صالح علیہ الصلاۃ والسلام نے ان سے کہا:

''تم نے وعدہ خلافی کی ہے۔ تم وعدے کے مطابق معجزہ دیکھ کر ایمان بھی نہیں

Marfat.com

لائے۔ اب اللہ کے عذاب سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ تم اس اونٹنی اور اس کے بچے کا احترام کرو۔''

وہ اونٹنی بہت ہی قد آور تھی۔ اس کا بہت رعب تھا۔ جس طرف جاتی اسے دیکھ کر جانور بھاگ جاتے، پانی پینے جاتی تو سارا پانی پی جاتی۔ لوگ بے حد پریشان ہوئے۔ انھوں نے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شکایت کی:

''یہ اونٹنی تو سارا پانی پی جاتی ہے، ہمارے لیے تو بچتا ہی نہیں۔''

حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا حل نکالتے ہوئے فرمایا:

''ایک دن تم کنویں سے پانی لیا کرو دوسرے دن اونٹنی پیے گی اور جس دن یہ پیے گی تم اس کا دودھ نکال لیا کرو۔''

چناں چہ یوں ہی کیا گیا۔ کچھ دن تو یہ سلسلہ چلتا رہا لیکن پھر وہ تنگ آ گئے۔ ان کے تنگ آنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ جہاں سے گھاس چرتی وہاں سے گھاس کو ختم کر دیتی تھی۔ یوں دوسرے جانوروں کے لیے گھاس نہیں بچتا تھا۔ اب جن لوگوں نے جانور پالے ہوئے تھے ان کو یہ بات بہت بری لگی۔ وہ اونٹنی سے نجات حاصل کرنے کے منصوبے بنانے لگے۔ ڈر بھی رہے تھے، کیوں کہ صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہد لے چکے تھے کہ اونٹنی اور اس کے بچے کا احترام کریں گے۔ وہ وعدہ خلافی کرتے ہوئے ڈر بھی رہے تھے کہ کہیں اللہ کا عذاب نہ آ جائے۔

اس موقع پر شیطان نے کچھ عورتوں کو اُکسایا اور انھوں نے اعلان کیا:

Marfat.com

''جو شخص بھی اس اونٹنی کو قتل کرے گا وہ ہم میں سے جس سے چاہے شادی کرلے۔''

اس اعلان کو سن کر دو شیطان صفت نوجوانوں نے اونٹنی کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ان کے نام قداء بن سلامت اور مصدع تھے اور انھوں نے اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ مل کر اونٹنی کو قتل کر دیا۔ پھر صالح علیہ الصلاۃ والسلام نے ان سے کہا کہ اب اس کے بچے کا خیال رکھو، مگر اونٹنی کے قتل کے بعد وہ بچہ اسی پہاڑ میں غائب ہو گیا اور ان کے ہاتھ نہ آیا، پھر پوری قوم پر عذاب آیا اور اللہ تعالیٰ نے پوری قوم کو عبرت کا نشان بنا دیا۔ حضور ﷺ کو معراج کی شب اسی اونٹنی کا قاتل جہنم میں دکھایا گیا تھا۔

آپ یوں ہی سفر کرتے ہوئے مسجد اقصیٰ پہنچ گئے۔ [1]

[1] السيرة الحلبية، باب ذكر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

مسجد اقصیٰ میں

مسجد اقصیٰ فلسطین میں واقع ہے۔ فلسطین کا شمار دنیا کے قدیم ترین ممالک میں ہوتا ہے۔

بیت المقدس کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ انسان کی۔ دنیا کے جن شہروں کی عزت وتکریم کی جاتی ہے ان میں سے ایک بیت المقدس بھی ہے، یہ مقدس شہر کئی بار اُجڑا۔ متعدد بار اس کی اینٹ سے اینٹ بجائی گئی، لیکن اس کے بسانے والوں نے ہر بار اجڑنے کے بعد اسے اک نئے جوش وخروش سے بسایا۔ قدیم زمانے میں یہ سرزمین ''ارض کنعان'' کے نام سے پہچانی جاتی تھی، کیوں کہ کنعانیوں نے ۳۰۰۰ سال قبل مسیح میں جزیرۃ العرب سے ہجرت کر کے اس علاقے میں سکونت اختیار کی تھی۔ یوں فلسطین اپنی تاریخ کے ابتدائی دور میں کنعانیوں کا مرکز رہا ہے۔ ان علاقوں میں جتنے قدیم شہر تھے وہ سارے کنعانیوں نے ہی آباد کیے تھے۔ کنعانی قبیلے کی اہم شاخ ''یبوسی قوم'' نے ''القدس'' شہر بسایا تھا۔ کنعانی دور کے بعد عبرانیوں کا فلسطین پر قبضہ رہا۔

Marfat.com

انبیائے کرام علیہم السلام میں سے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۵۰ قبل مسیح میں دریائے فرات کے کنارے آباد عراق کے شہر ''ار'' (Ur) سے ''ارض کنعان'' کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک بیٹے اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیت المقدس میں، جب کہ دوسرے بیٹے اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ مکرمہ میں آباد کیا۔ حضرت اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے، جن کا نام ''اسرائیل'' بھی تھا۔ ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت یحییٰ، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور بہت سے دیگر پیغمبر علیہم السلام اسی سرزمین میں پیدا ہوئے یا باہر سے آ کر یہاں آباد ہوئے۔ اسی مناسبت سے فلسطین ''انبیا کی سرزمین'' کہلاتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے فتح کر کے اپنا دارالخلافہ بنایا۔ ان کے بعد ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں عبادت خانے بنوائے۔

۵۸۷ قبل مسیح میں شاہِ بابل بخت نصر نے فلسطین پر حملہ کر کے ہیکل سلیمانی اور بیت المقدس کو مسمار کر دیا اور ایک لاکھ یہودیوں کو غلام بنا کر اپنے ساتھ عراق لے گیا۔ بیت المقدس کے اس دور بربادی میں حضرت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہاں سے گذر ہوا، انھوں نے اس شہر کو ویران پایا تو تعجب ظاہر کیا کہ ''کیا یہ شہر پھر کبھی آباد ہوگا؟'' اس پر اللہ تعالیٰ نے انھیں موت دے دی۔ جب وہ سو سال بعد اٹھائے

Marfat.com

گئے تو یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ بیت المقدس پھر آباد اور پر رونق شہر بن چکا تھا۔

بیت المقدس یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں، تینوں کے نزدیک مقدس ہے، کیوں کہ یہاں اسلامی، مسیحی اور یہودی، دنیا کے تینوں بڑے مذاہب کے تاریخی آثار ملتے ہیں۔ یہاں حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعمیر کردہ عبادت خانہ ہے، جو بنی اسرائیل کے انبیا کا قبلہ تھا اور اسی شہر سے ان کی تاریخ وابستہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی شہر میں پیدا ہوئے اور یہی ان کی تبلیغ کا مرکز تھا۔ مسلمان بھی کچھ وقت بیت المقدس ہی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے، جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیت اللہ کو قبلہ بنانے کا حکم نہ آیا۔

یہودی اس کو یروشلم یعنی ''خدا کا شہر'' کہتے ہیں، ان کا عقیدہ ہے:

''یہ شہر قیامت تک قائم رہے گا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں مسلمانوں نے بیت المقدس فتح کیا۔

عیسائی حکمرانوں اور پادریوں کی بے توجہی اور بے ادبی کی وجہ سے یہ ساری جگہ ویران پڑی تھی۔ مقدس چٹان پر کوڑا کرکٹ لگا ہوا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی صفائی کا حکم دیا اور خود بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر صفائی کی۔ صفائی کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''کہاں نماز پڑھوں؟''

Marfat.com

تو وہ بولے:

''میرا مشورہ تو یہ ہے کہ آپ چٹان کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھیں، تا کہ مکمل بیت المقدس آپ کے سامنے ہو۔''

اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے:

''یہ تو آپ نے یہودیوں سے ملتی جلتی بات کی، میں تو وہاں نماز پڑھوں گا جہاں حضور ﷺ نے پڑھی تھی۔''

چناں چہ آپ حرم کے قبلے والی جانب گئے اور براق باندھنے کی جگہ کے قریب فاتحین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی، پھر اسی جگہ پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا۔[1]
یہ مسجد کھجوروں کے تنوں اور پتوں سے تعمیر کی گئی تھی۔

اموی دور خلافت میں جب مرکز خلافت ''شام'' بنا تو بیت المقدس کو خاص اہمیت حاصل ہو گئی۔ اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک نے مسجد اقصیٰ کی نئی تعمیر کی۔ یہ تعمیر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعمیر کردہ مقام پر تھی، جس سے وہ مسجد اس نئی مسجد کی تعمیر میں ہی آ گئی۔

یہی مسجد بعد میں مسجد اقصیٰ کہلائی، کیوں کہ قرآن مجید کی سورۂ بنی اسرائیل کے آغاز میں اس مقام کو مسجد اقصیٰ کہا گیا ہے۔ اس دور میں بہت سے صحابہ کرام

---

[1] البدایہ والنہایہ: ۷/ ۵۶

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تبلیغ اسلام اور اشاعت دین کی خاطر بیت المقدس میں اقامت اختیار کی۔ خلیفہ عبدالملک بن مروان نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر شروع کروائی تھی، پھر ان کے بیٹے ولید بن عبدالملک نے اپنے باپ کے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور یوں مسجد اقصیٰ کی تعمیر مکمل ہوئی، پھر اس کی تزئین و آرائش کی گئی۔ عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور نے بھی اس مسجد کی مرمت کرائی۔ پہلی صلیبی جنگ کے بعد جب عیسائیوں کا بیت المقدس پر قبضہ ہو گیا تو انھوں نے مسجد اقصیٰ میں بہت ردو بدل کیا۔ مسجد میں رہنے کے لیے کئی کمرے بنائے اور اس کا نام "معبد سلیمان" رکھا، اس کے علاوہ دیگر عمارتوں کا اضافہ بھی کیا جنھیں وہ اپنی ضرورت کے لیے استعمال کرتے تھے، بل کہ بعض کوٹھیوں میں تو اناج بھی بھرتے تھے۔ انھوں نے مسجد کی چہار دیواری کے اندر، مسجد کے ساتھ ساتھ "گرجا" بھی بنا لیا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے ۱۱۸۷ء میں بیت المقدس فتح کرنے کے بعد مسجد اقصیٰ کو عیسائیوں کے تمام نشانات سے پاک کیا اور محراب اور مسجد کو دوبارہ تعمیر کیا۔

صلاح الدین ایوبی سے پہلے نورالدین زنگی نے بیت المقدس فتح کرنے کی امید پر ایک منبر بنوایا تھا کہ وہ فتح کے بعد اس کو مسجد اقصی میں نصب کریں گے، مگر اس کی فتح سے پہلے ہی وہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ان کے بعد صلاح الدین ایوبی نے ان کے اس خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے اور قبلۂ اول کی آزادی کے لیے تقریباً ۱۶ جنگیں لڑیں اور ہر جنگ کے دوران میں وہ نورالدین زنگی کے

Marfat.com

اس منبر کو اپنے ساتھ رکھتے تھے، تاکہ فتح ہونے کے بعد اس کو مسجد میں نصب کریں گے۔ مسجد اقصی اس ساری مسجد کا نام ہے، جسے حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام نے تعمیر کیا تھا۔

مسجد اقصی سے مراد وہ سارا حرم قدسی ہے جس کے گرد ایک فصیل قائم ہے اور اس میں مختلف عمارتیں ہیں۔ قبلہ اول اس حرم میں موجود وہ چٹان ہے جس پر زرد رنگ کا خوب صورت گنبد قائم ہے۔ اس چٹان کے بارے میں ایک روایت ہے:

''بیت المقدس کا پتھر جنت کے پتھروں میں سے ایک پتھر ہے۔''[1]

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''یہ پتھر اللہ تعالی کے عجائبات میں سے ہے۔ یہ ایک خاکی رنگ کا پتھر ہے، جو بیت المقدس کے بالکل درمیان یوں قائم ہے کہ کوئی چیز اس کو روکے ہوئے نہیں ہے، یعنی بغیر کسی سہارے کے رکا ہوا ہے۔ اس پتھر کو اس چیز نے روکا ہوا ہے جس نے آسمان کو زمین پر اللہ تعالی کی اجازت کے بغیر آ گرنے سے روکا ہوا ہے (یعنی اللہ تعالی کی قدرت نے)۔

حضور ﷺ براق پر سوار ہونے کے لیے جنوب کی طرف سے اس پتھر کی بلندی پر تشریف لائے۔ آپ کی ہیبت کی وجہ سے یہ پتھر اسی جانب، یعنی جنوب کی جانب ہی جھک گیا، جس طرف آپ ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے تھے۔

---

[1] السيرة الحلبية، باب ذكر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

دوسری جانب اس میں فرشتوں کی انگلیوں کے نشانات ہیں، کیوں کہ جب آپ کی ہیبت کی وجہ سے پتھر جھکنے لگا تو فرشتوں نے گرنے سے اسے روکا، جس کی وجہ سے فرشتوں کی انگلیوں کے نشانات اس پر ثبت ہو گئے۔ اس کے نیچے ایک غار ہے، جو اس کے نیچے پیدا ہو گیا ہے، جس کی وجہ سے یہ کسی چیز پر ٹکا ہوا نہیں ہے۔

امام ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بیت المقدس گئے، لیکن اس پتھر کے نیچے موجود قدرتی غار میں نہیں گئے۔ وہ نہ جانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مجھے خوف محسوس ہوا کہ کہیں میرے گناہوں کی وجہ سے یہ پتھر مجھ پر ہی نہ آپڑے۔"

ان کی اس بات سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پتھر بغیر کسی سہارے کے لٹکا ہوا ہے۔

کافی مدت بعد امام ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بار پھر بیت المقدس جانا ہوا تو وہ اس قدرتی غار میں بھی داخل ہوئے، فرماتے ہیں:

"میں نے وہاں ایک عجوبہ دیکھا، کبھی آپ کا بھی جانا ہو تو آپ دیکھیں گے کہ اس پتھر کا کوئی کنارہ بھی زمین سے نہیں ملا ہوا، بل کہ ہر کنارہ دوسرے کنارے سے زیادہ زمین سے دور ہے، گویا یہ فضا میں معلق ہے۔" [1]

ایک روایت میں ہے:

---

[1] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

''دنیا میں جو بھی میٹھے چشمے کا پانی ہے، وہ دراصل اسی مقدس پتھر ''صخرہ'' سے پھوٹتا ہے۔ پھر وہاں سے دنیا میں دوسری جگہ میں پھیلا ہے۔''

مسجد اقصیٰ پہنچ کر آپ ﷺ براق سے اترے اور آپ نے براق کو مسجد کے دروازے پر اس کنڈے سے باندھ دیا، جس سے انبیا کرام علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔ [1]

پھر جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی انگلی اس مقدس پتھر میں ڈالی، جو پہلے مسلمانوں کا قبلہ اول تھا اور آج کل جس پر گنبد صخرہ ہے۔ بیت المقدس کا پتھر گندھے ہوئے آٹے کی طرح نرم ہو گیا، جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی انگلی سے اس میں ایک کڑے نما باندھنے کی جگہ بنا دی، آپ ﷺ نے تو احترام کی وجہ سے براق کو اسی جگہ باندھ دیا تھا، جہاں پر آپ سے پہلے انبیا کرام باندھا کرتے تھے، لیکن جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام گویا یہ کہتے ہوئے براق کو اندر لے آئے:

''اے محمد! آپ ان میں سے نہیں ہیں جن کی سواریاں باہر کھڑی ہوں، آپ کی سواری اندر کھڑی ہوگی۔''

اندر لا کر جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے براق کو مقدس پتھر پر اس جگہ باندھ دیا، جہاں انھوں نے انگلی سے سوراخ کر کے پتھر میں کڑا بنایا تھا۔ [2]

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے جس پتھر میں انگلی ڈال کر

---

[1] کتاب الایمان. باب الإسراء برسول الله صلی الله علیه وسلم إلی السماوات وفرض الصلوات

[2] السیرة الحلبیة. باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

کنڈا نما سوراخ کیا تھا۔ وہ مشہور مقدس پتھر صخرہ نہیں تھا، بل کہ بیت المقدس کے دروازے پر موجود ایک پتھر تھا۔

پھر آپ ﷺ اور جبریئل علیہ الصلوٰۃ والسلام، دونوں اس دروازے سے بیت المقدس میں داخل ہوئے جسے ''باب محمد ﷺ'' کہا جاتا ہے۔

بیت المقدس میں داخل ہو کر حضور ﷺ اور جبریئل علیہ الصلوٰۃ والسلام، دونوں نے دو رکعت نماز پڑھی۔[1]

جب حضور ﷺ، جبریئل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مسجد اقصیٰ کے صحن میں پہنچے تو جبریئل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا:

''اے محمد! کیا آپ نے اپنے اللہ سے یہ درخواست کی تھی کہ وہ آپ کو جنت کی حوریں دکھائے۔''

''جی ہاں!'' آپ ﷺ نے فرمایا۔

پھر آپ ﷺ کو حوریں دکھائی گئیں۔

''تم کس کے لیے ہو؟'' آپ ﷺ نے ان حوروں سے پوچھا۔

آپ ﷺ کا سوال سن کر وہ حوریں بولیں:

''ہم بہت ہی نیک اور حسین ہیں۔ ہم ایسے مردوں کی بیویاں ہیں، جو ہمیشہ پاک صاف رہیں گے۔ وہ کبھی میلے اور گندے نہیں ہوں گے۔ وہ ہمیشہ جنت

---

[1] تفسیر ابن کثیر، سورۂ بنی اسرائیل

Marfat.com

میں رہیں گے، کبھی جنت سے نہیں نکالے جائیں گے اور وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔
کبھی ان کو موت نہیں آئے گی۔'' حوروں سے گفتگو کر کے فارغ ہوئے ہی تھے
کہ بہت سے آدمی مسجد اقصیٰ میں جمع ہو گئے۔

☆......☆......☆

Marfat.com

انبیا کی امامت

پھر موذن نے اذان کہی اور پھر تکبیر کہی گئی۔ (اذان اور تکبیر کے الفاظ وہ نہیں تھے جو آج کل کہے جاتے ہیں، کیوں کہ اذان کے موجودہ الفاظ تو ہجرت کے ایک سال یا دو سال بعد شریعت کا حصہ بنے، بل کہ اذان سے مراد نماز کے لیے جمع کرنا ہے)۔[1]

سب صف باندھے منتظر کھڑے تھے کہ امام کون بنے گا؟ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آپ ﷺ کو آگے کر دیا۔ آپ ﷺ نے سب کو نماز پڑھائی۔

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کن لوگوں کو نماز پڑھائی ہے؟" نماز سے فارغ ہو چکے تو جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے آپ ﷺ سے پوچھا۔

"نہیں! مجھے معلوم نہیں۔" آپ ﷺ نے کہا۔

---

[1] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

''حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آپ ﷺ تک جتنے بھی انبیا کرام (علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) دنیا میں بھیجے گئے (جن کی تعداد کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے)، ان سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔'' جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا۔

معراج کی رات اللہ تعالی نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بعد میں آنے والے تمام انبیا علیہم السلام کو آپ کے سامنے جمع فرمایا تھا۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام سات صفوں میں تھے، تین صفوں میں وہ انبیائے کرام علیہم السلام تھے، جن کو نئی شریعت اور کتاب دی گئی، بقایا چار صفوں میں وہ تمام انبیا علیہم السلام تھے، جو پچھلے نبیوں کی شریعتوں کی تبلیغ فرماتے رہے تھے۔ حضور ﷺ کے بالکل پیچھے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ آپ کے دائیں جانب اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام، جب کہ بائیں جانب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوسرے بیٹے اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔[1]

آپ ﷺ نے انبیا کے ساتھ فرشتوں کو بھی نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد فرشتوں نے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا:

''اے جبرئیل! یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟''

جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا:

''یہ محمد رسول اللہ (ﷺ) ہیں، جو کہ اللہ تعالی کے آخری نبی ہیں۔''

''کیا ان کو معراج کے لیے بھیجا گیا ہے؟'' فرشتوں نے سوال کیا۔

---

[1] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

تو جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بولے:

''جی ہاں!''

اس پر فرشتوں نے کہا:

''اللہ تعالیٰ اس عظیم بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے، بے شک یہ بڑے اچھے بھائی اور بڑے اچھے خلیفہ ہیں۔

حضور ﷺ کو تمام انبیا اور فرشتوں کا امام بنا کر یہ بتلانا مقصود تھا کہ آپ ﷺ کا مقام سب سے بڑھا ہوا ہے۔

آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کو پیاس محسوس ہوئی۔

آپ ﷺ کے سامنے تین پیالے لائے گئے۔ تینوں ڈھکے ہوئے تھے، جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان میں سے ایک پیالہ آپ کے سامنے پیش کیا، اس میں پانی تھا۔ آپ نے اس میں سے نہیں پیا۔ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا:

''اگر آپ پانی پی لیتے تو آپ کی امت غرق ہو جاتی۔''

پھر آپ کے سامنے دوسرا پیالہ پیش کیا گیا، اس میں دودھ تھا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے خوب سیر ہو کر دودھ پیا۔ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا:

''آپ نے فطرت کو پالیا۔''

جب آپ ﷺ کے سامنے دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا تو ایک آواز سنائی دی:

Marfat.com

''اگر انھوں نے دودھ پی لیا تو یہ بھی ہدایت پائیں گے اور ان کی امت کو بھی ہدایت ہوگی۔''

پھر آپ ﷺ کے سامنے تیسرا پیالہ پیش کیا گیا، اس میں شراب تھی۔ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول! نوش فرمائیے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''نہیں، مجھے ضرورت نہیں، میں پی چکا ہوں، میں سیراب ہو چکا ہوں۔''

پھر جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا:

''اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت گم راہ ہو جاتی اور آپ کی پیروی نہ کرتی۔ آپ کی امت میں سے بہت کم لوگ آپ کے راستے پر چلتے۔''

اس وقت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ بھی کہا:

''یہ بعد میں آپ کی امت پر حرام کر دی جائے گی۔''

شراب اس وقت تک حرام نہیں ہوئی تھی۔ معراج کا واقعہ مکہ مکرمہ میں پیش آیا اور شراب ہجرت کے بعد مدینہ میں جا کر حرام ہوئی۔[1]

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک پیالہ شہد کا بھی پیش کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے چار پیالے پیش کیے گئے۔[2]

---

[1] فتح الباری، باب المعراج۔ ۲۱۵/۷

[2] الصحیح للبخاری، باب المعراج۔ الزرقانی، ۳۷/۸

Marfat.com

آپ اسی لیے سب سے بڑھ گئے

بیت المقدس میں جب آپ ﷺ کی ملاقات انبیائے کرام علیہم السلام سے کروائی گئی تو سب نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمد وثنا کچھ یوں تھی:

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اس پاک ذات کے لیے ہیں، جس نے مجھے اپنا خلیل بنایا اور ملک عظیم عطا فرمایا، مجھے امام اور پیشوا بنایا اور آگ کو میرے لیے ٹھنڈک والی اور سلامتی والا بنایا۔''

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ترجمہ: ''تعریف ہے اس پاک ذات کی جس نے مجھ سے بغیر کسی واسطے کے کلام فرمایا۔ مجھے برگزیدہ بنایا اور مجھ پر تورات نازل فرمائی۔ فرعون کی ہلاکت میرے ہاتھوں ہوئی اور بنی اسرائیل کو فرعون سے میرے ہاتھوں نجات دلائی اور میری امت کو ایسی قوم بنایا جو حق کے مطابق ہدایت کرتے ہیں اور حق کے مطابق انصاف کرتے ہیں۔''

Marfat.com

حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرماتے ہوئے کہا:

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے مجھے عظیم سلطنت عطا فرمائی، زبور سکھائی اور لوہے کو میرے لیے نرم کر دیا۔ پہاڑوں اور پرندوں کو میرے لیے مسخر کیا، تاکہ وہ میرے ساتھ تسبیح پڑھیں اور مجھے حکمت اور خوب صورت دل پذیر تقریر کرنے کا ملکہ عطا فرمایا۔

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان الفاظ میں حمد وثنا کی:

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اس پاک ذات کے لیے ہیں جس نے ہوا، شیاطین اور جنات کو میرے لیے مسخر کیا کہ وہ میرے حکم کے مطابق چلتے تھے، جو چیز میں چاہتا تھا وہ بناتے تھے، جیسے عالی شان عمارتیں۔ مجھے پرندوں کی بولی سکھائی اور مجھے اپنے فضل سے ہر چیز عطا فرمائی۔ انسانوں، جنات اور پرندوں کا لشکر میرے قابو میں کر دیا اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرمائی کہ میرے بعد کسی کے لیے مناسب نہ ہوگی، یعنی کسی کو نہ ملے گی۔ وہ سلطنت ایسی پاکیزہ تھی کہ مجھ سے اس کے متعلق کوئی حساب وکتاب نہ ہوگا۔''

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حمد وثنا ان الفاظ میں بیان فرمائی:

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے اپنا کلمہ بنایا۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح مجھے بن باپ کے پیدا کیا اور مجھے یہ معجزہ عطا فرمایا کہ میں مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک مارتا تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم

Marfat.com

سے اصلی پرندہ بن جاتا اور مجھے یہ بھی معجزہ عطا فرمایا کہ میں پیدائشی اندھے اور کوڑھ کے مرض میں مبتلا شخص کو اللہ کے حکم سے اچھا کر دیتا تھا اور اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے پاک کیا اور میری والدہ مریم کو شیطان سے بچایا، سو ہم پر کسی شیطان کا زور نہیں چلتا اور مجھے آسمان پر اُٹھایا اور کافروں کی صحبت سے پاک کیا۔''

آخر میں ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ان عظیم الشان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمانا شروع کی:

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اس پاک ذات کے لیے ہیں جس نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام دنیا کے لیے بشیر (خوش خبری سنانے والا) اور نذیر (ڈرانے والا) بنایا۔ مجھ پر قرآن مجید نازل فرمایا، جس میں دین کی تمام ضروری باتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ (بعض باتوں کو بالکل واضح اور کھول کر بیان فرمادیا، جب کہ بعض کی طرف صرف اشارہ کر دیا، پھر ان کی تفصیل آپ ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں فرمادی یا پھر علمائے کرام نے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے مزاج کو سمجھتے ہوئے ان کا مطلب امت کے لیے واضح کر دیا) اور اللہ تعالیٰ نے میری امت کو بہترین امت بنایا کہ وہ لوگوں کے نفع کے لیے پیدا کی گئی ہے اور میری امت کو اول اور آخر بنایا کہ آئی تو وہ سب سے آخر میں ہے، لیکن مرتبے کے لحاظ سے سب سے اول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

میرے سینے کو کھول دیا اور میرے ذکر کو بلند فرمادیا۔ مجھے فاتح اور خاتم النبیین بنایا (مجھ پر نبوت ختم ہوگئی، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا)۔

حضور ﷺ کی یہ حمد و ثنا سن کر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پکار اُٹھے:

"اے محمد! آپ اپنے انھی کمالات کی وجہ سے سب انبیا سے بڑھ گئے ہیں۔"[1]

☆......☆......☆

---

[1] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

جنت سے سیڑھی اترتی ہے

جب آپ ﷺ بیت المقدس کے کاموں سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کے لیے ایک سیڑھی لائی گئی۔ آپ ﷺ کو بیت المقدس سے آگے کا سفر سیڑھی کے ذریعے کرنا تھا۔ براق بیت المقدس میں ہی بندھا رہا۔ بیت اللہ سے بیت المقدس تک کے سفر کو ''اسراء'' کہا جاتا ہے، جب کہ بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ تک کی سیر کو ''معراج'' کہتے ہیں۔ اس سیر کو معراج کہنے کی وجہ یہ ہے کہ بیت المقدس سے پہلے آسمان پر حضور ﷺ سیڑھی کے ذریعے تشریف لے گئے اور عربی میں سیڑھی کو ''معراج'' کہا جاتا ہے۔[1]

بیت المقدس کے مقدس پتھر صخرہ کے دائیں جانب موجود قبے سے آپ ﷺ آسمانوں کے لیے روانہ ہوئے۔ اسے ''قبہ معراج'' بھی کہتے ہیں[2]

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

---

[1] سیرتِ مصطفیٰ، ۱/۳۰۰

[2] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

''جب میں بیت المقدس کی سیر سے فارغ ہو گیا تو میرے لیے ایک نہایت بہترین زمرد کی سیڑھی لائی گئی، میں نے اس سیڑھی سے خوب صورت کوئی چیز نہیں دیکھی۔''

آپ کو آسمانوں پر لے جانے کے لیے جو سیڑھی لائی گئی وہ سونے اور چاندی سے بنی ہوئی بے حد خوب صورت تھی۔ اس پر موتی جڑے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے دائیں اور بائیں فرشتے تھے۔

آپ ﷺ اس سیڑھی کے ذریعے پہلے آسمان کے دروازے تک پہنچے۔[1] پہلے آسمان کے دروازے کا نام ''باب الحفظہ'' ہے۔ اس کے پہرے دار فرشتے کا نام ''اسماعیل'' ہے، اس کے ماتحت بارہ ہزار فرشتے ہیں اور پھر ان بارہ ہزار فرشتوں میں سے ہر فرشتے کے ماتحت بارہ ہزار فرشتے ہیں۔[2]

حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

''کون؟'' دروازے کے پہرے داروں نے پوچھا۔

''میں جبرئیل۔''

''آپ کے ساتھ اور کون ہے؟'' پھر پوچھا گیا۔

''میرے ساتھ محمد (ﷺ) ہیں۔'' جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے جواب دیا۔

''کیا انھیں بلایا گیا ہے؟'' پہرے داروں نے سوال کیا۔

---

1. فتح الباری، باب المعراج۔ ۲۰۸/۷
2. فتح الباری عن البیہقی، باب المعراج۔ الرقم: ۲۰۹/۷

Marfat.com

''جی ہاں، انھیں اللہ تعالیٰ نے بلایا ہے۔''

جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ جواب سن کر پہرے داروں نے یہ کہہ کر دروازہ کھول دیا:

''مرحبا! مرحبا! آپ کا آنا مبارک ہو۔''

آپ ﷺ اندر داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے پہلے آسمان پر ایک بزرگ کو دیکھا۔ ان کے دائیں جانب ایک دروازہ تھا، جس سے خوش بو کی لپیٹیں آ رہی تھیں۔ ایک دروازہ بائیں جانب بھی تھا، جس سے بہت ہی بُری بد بو آ رہی تھی۔ وہ بزرگ جب اپنے دائیں جانب دیکھتے تو خوش ہوتے اور مسکراتے، لیکن جب ان کی نظر اپنے بائیں جانب پڑتی تو وہ غم گین ہو جاتے اور رونے لگتے۔

''جبرئیل! یہ بزرگ کون ہیں؟'' حضور ﷺ نے پوچھا۔

''یہ آپ کے والد حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہیں۔'' جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا۔

''یہ دونوں دروازے کیسے ہیں؟'' آپ ﷺ نے سوال کیا۔

''ان کے دائیں جانب جنت کا دروازہ ہے۔ جب یہ جنت میں اپنی جنتی اولاد کو دیکھتے ہیں تو خوش ہو کر ہنستے ہیں۔ بائیں طرف والا دروازہ جہنم کا ہے۔ جب ان کی نظر جہنم میں موجود اپنی جہنمی اولاد پر پڑتی ہے تو غم گین ہو جاتے ہیں۔'' جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا۔

''اے محمد! آپ اپنے والد حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو سلام کیجیے۔'' جبرئیل

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا۔

آپ ﷺ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام کیا۔

''اے میرے بیٹے اور اللہ کے نبی! مرحبا! خوش آمدید!'' حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے سلام کا جواب دیا اور خوش آمدید کہا۔ [1]

ایک رویت میں ہے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اچانک آپ کو آسمان دنیا پر اسی شکل و صورت میں نظر آئے، جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا فرمایا تھا، یعنی بے حد حسین اور خوب صورت۔ اسی وقت ان کی اولاد میں سے مومنین کی روحیں ان کے سامنے پیش کی گئی، وہ ان کو دیکھتے تو فرماتے:

''یہ پاک روح اور اچھی جان ہے، جو اچھے جسم سے نکل کر آئی ہے، اس کو بلند مقامات میں پہنچا دو۔''

اسی طرح ان کے سامنے ان کی اولاد میں سے کافروں اور نافرمانوں کی روحوں کو پیش کیا جاتا تو وہ فرماتے:

''یہ ایک خبیث روح اور خبیث جان ہے، جو خبیث جسم سے نکل کر آئی ہے۔ اس کو جہنم کے نچلے درجے میں پہنچا دو۔''

پہلے آسمان پر آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کروا کر دراصل آپ ﷺ کو یہ بتانا مقصود تھا کہ جس طرح حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت سے دنیا میں تشریف

---

[1] الصحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج الرقم: ۳۸۸۷

Marfat.com

لائے، اسی طرح آپ ﷺ کو بھی مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا پڑے گی۔ چوں کہ واقعہ معراج ہجرت کرنے سے کچھ ہی عرصہ قبل پیش آیا تھا، اس لیے پہلے آسمان میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کروائی گئی۔ [1]

فرشتوں نے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال و جواب اس لیے بھی کیے کہ ان کو حضور ﷺ کی آمد کے بارے میں علم نہیں تھا۔ حضور ﷺ کا مبارک ارشاد ہے:

''آسمان والوں کو اس بات کی خبر نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ زمین پر کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔''

یہ بھی ممکن ہے کہ فرشتوں کو آپ ﷺ کی آمد کے بارے میں معلوم تھا۔ فرشتوں نے سوال آپ ﷺ کی عزت بڑھانے اور اپنی خوشی ظاہر کرنے کے لیے کیا۔ وہ آپ ﷺ کے مبارک نام سے واقف تھے، تب ہی تو انھوں نے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صرف یہ کہنے پر کہ......

''میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔'' دروازہ کھول دیا۔

جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دستک دلوا کر دروازہ اسی لیے کھلوایا گیا، تاکہ آپ ﷺ کو معلوم ہو جائے کہ آپ سے پہلے زمین میں رہنے والوں کے لیے یوں آسمان کا دروازہ نہیں کھولا گیا کہ وفات سے پہلے یوں قاصد بھیج کر بلایا گیا ہو۔ اگر دروازہ پہلے سے کھلا رکھا جاتا تو یوں کوئی خصوصیت اور امتیاز ظاہر نہ ہوتا، کیوں کہ

[1] فتح الباری، باب المعراج۔ ۷/۲۱۰

Marfat.com

جہاں اکثر مہمان آتے ہوں، دروازے تو وہاں پہلے سے کھلے ہوتے ہیں۔ بند دروازے کھلوا کر بتایا کہ یوں آسمانوں پر تشریف لانے کا شرف صرف آپ کو ملا ہے۔ [1]

پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کروانے کے بعد حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ ﷺ کو لیے دوسرے آسمان پر پہنچے اور دروازے پر دستک دی۔

''کون؟'' پہرے داروں نے پوچھا۔

''میں جبرئیل۔''

''آپ کے ساتھ کون ہیں؟'' پھر سوال کیا گیا۔

''محمد (ﷺ)۔'' جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا۔

''کیا ان کو بلایا گیا ہے؟'' دوسرے آسمان کے دربانوں نے پھر استفسار کیا۔

''جی ہاں۔'' جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بولے۔ یہ سن کر دربانوں نے دروازہ کھول دیا۔

''خوش آمدید! آپ نے بہت اچھا کیا جو تشریف لائے۔'' دربانوں نے ان الفاظ کے ساتھ حضور ﷺ کا استقبال کیا۔ دوسرے آسمان پر آپ ﷺ کی ملاقات حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی، جو کہ آپس میں خالہ زاد بھائی تھے۔ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ ﷺ کو ان کا تعارف کروایا:

---

[1] فتح الباری، باب المعراج ۷/ ۲۱۲

Marfat.com

''یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں۔آپ ان کو سلام کیجیے۔'' [1]

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

''عیسیٰ بن مریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ایک سرخ و سپید رنگت، درمیانے قد اور بڑے خد و خال والے شخص تھے۔ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ابھی حمام سے نہا کر نکلے ہوں۔تم یوں سمجھو گے کہ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے، حال آں کہ وہاں پانی نہیں تھا۔تم میں سے ان سے سب سے زیادہ مشابہ عروۃ بن مسعود الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔''

آپ ﷺ نے ان کو سلام کیا۔ ان دونوں نے آپ ﷺ کے سلام کا جواب دیا اور ان الفاظ میں آپ ﷺ کا استقبال کیا:

''خوش آمدید! اے اللہ کے نیک نبی اور ہمارے نیک بھائی!''

انھوں نے نبی کہہ کر گویا آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چوں کہ زندہ ہی آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا، اس لیے وہ قیامت کے قریب واپس آئیں گے۔ان کا واپس آنا اور وفات پانا باقی ہے۔ اس لیے جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور ﷺ سے ملاقات کی تو اسی جسم کے ساتھ ہوئی جو دنیا میں ان کا جسم تھا۔گویا انھوں نے ایمان کی حالت میں آپ ﷺ کو دیکھا۔ اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہمارے نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں شمار کیا گیا ہے۔ [2]

---

[1] الصحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج الرقم: ۳۸۸۷

[2] فتح الباری، باب المعراج۔ ۷/۲۱۰

Marfat.com

دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات اس لیے کروائی گئی کہ جیسے یہودیوں نے ان دو معزز نبیوں کو ستایا تھا، اسی طرح جب آپ ﷺ ہجرت فرما کر مدینے پہنچیں گے تو شروع ہی میں یہودی آپ ﷺ کے دشمن بن جائیں گے اور ان کی سرکشی بڑھتی چلی جائے گی اور وہ آپ ﷺ کو تکلیفیں پہنچانے کی نئی نئی ترکیبیں اختیار کرتے رہیں گے۔

ان سے رخصت ہو کر آپ ﷺ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہم راہ تیسرے آسمان پر پہنچے۔ دروازے پر دستک دی گئی تو آواز آئی:

''کون؟''

''جبرئیل۔'' جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا۔

''آپ کے ساتھ کون ہیں؟'' پوچھا گیا۔

''محمد (ﷺ) ہیں۔''

''کیا ان کو اللہ تعالیٰ نے بلایا ہے؟''

''جی ہاں۔''

یہ سن کر تیسرے آسمان کے پہرے داروں نے بھی دروازہ کھول دیا اور آپ ﷺ کا استقبال کرتے ہوئے فرمایا:

''مرحبا! خوش آمدید! آپ نے بہت ہی اچھا کیا جو آپ تشریف لائے۔''

تیسرے آسمان پر آپ ﷺ کی ملاقات حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے

Marfat.com

ہوئی۔ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعارف کروایا اور گزارش کی:

''یہ یوسف ہیں، ان کو سلام کیجیے۔''

آپ ﷺ نے سلام کیا۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا اور بولے:

''اے اللہ کے اچھے نبی اور ہمارے اچھے بھائی! خوش آمدید!''[1]

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''میں نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ ان کو (تمام دنیا کے) حسن کا ایک بڑا حصہ عطا کیا گیا۔''[2]

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

''میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ حسین ہے۔ دوسرے تمام لوگوں کے حسن کے مقابلے میں اس کا حسن ایسا ہے جیسے چاند تمام ستاروں پر حسن و خوب صورتی میں فوقیت رکھتا ہے۔''

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کروا کر گویا آپ ﷺ کو یہ بتایا گیا کہ جس طرح یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے ان کے ساتھ زیادتی کی اس طرح آپ ﷺ کے قریشی بھائی آپ ﷺ سے دشمنی کریں گے۔ یہاں تک کہ جہاں آپ ہجرت کر کے پہنچیں گے، وہاں بھی آپ ﷺ سے جنگ کرنے

---

[1] الصحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج، الرقم: ۳۸۸۷

[2] الصحیح لمسلم، کتاب الایمان، باب الإسراء برسول اللہ ﷺ إلی السماوات وفرض الصلوات، الرقم: ۱۶۲

Marfat.com

کے لیے پہنچ جائیں گے، پھر جس طرح تمام تکالیف کے بعد جو اچھا انجام حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہوا، آپ ﷺ کو بھی یہ نعمت حاصل ہوگی، چناں چہ مکہ معظّمہ فتح ہوا، پھر جب وہ لوگ آپ ﷺ کے سامنے شکست خوردہ حالت میں پیش ہوئے۔ جنھوں نے پوری زندگی آپ ﷺ کو ستایا تھا تو آپ ﷺ کی زبان مبارک سے بھی وہی بات قریش مکہ کے لیے نکلی، جو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی:

"لاتثریب علیکم الیوم"

ترجمہ: "آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں۔" [1]

ایک روایت میں ہے:

"دنیا میں حسن کے دس حصے ہیں، جن میں سے نو حصے اکیلے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیے گئے اور ایک حصہ ساری دنیا کے انسانوں میں تقسیم کیا گیا۔" [2]

اس کے بعد آپ ﷺ کو چوتھے آسمان پر لے جایا گیا۔ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستک دینے پر چوتھے آسمان کے پہرے داروں نے بھی وہی سوالات کیے جو پہلے آسمان کے دربانوں نے کیے۔ حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جوابات سن کر انھوں نے بھی دروازہ کھول دیا۔ چوتھے آسمان پر آپ ﷺ کی ملاقات

---

[1] سورۂ یوسف: ۹۲

[2] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی۔ وہ سفید بالوں اور بڑی سی سفید ڈاڑھی والے تھے۔آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''میں نے کسی درمیانے قد کے شخص کو حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ خوب صورت نہیں دیکھا۔آپ ﷺ نے ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام کیا۔انھوں نے سلام کا جواب دیا اور بولے:

''خوش آمدید! اے اللہ کے اچھے نبی اور ہمارے اچھے بھائی!'' انھوں نے بھی آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا۔ [1]

حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کی حکمت یہ تھی کہ ان کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ورفعناہ مکاناً علیاً''۔(سورۂ مریم)

حضور ﷺ کی ان سے ملاقات میں اشارہ تھا کہ آپ ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے۔

ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کے بعد آپ پانچویں آسمان کی طرف روانہ ہوئے، وہاں پر آپ ﷺ کی حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

''میری نظر ہارون پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ ان کی............ڈاڑھی آدھی

---

[1] الصحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج، الرقم: ۳۸۸۷

Marfat.com

سفید تھی، جب کہ آدھی سیاہ تھی۔ ان کے گرد ان کی قوم کے لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور وہ ان کو واقعات سنا رہے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا:

''یہ کون ہیں؟''

جبرئیل نے جوب دیا:

''یہ ہارون بن عمران (علیہ الصلاۃ والسلام) ہیں، جو کہ اپنی قوم میں بے حد محبوب اور ہر دل عزیز ہیں۔''

ہارون علیہ الصلاۃ والسلام آپ ﷺ کو دیکھتے ہی بولے:

''خوش آمدید! اے اچھے نبی اور اچھے بھائی!'' اور آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا۔ [1]

''موسی علیہ الصلاۃ والسلام کی بہ نسبت ہارون علیہ الصلاۃ والسلام اپنی قوم میں اس لیے زیادہ عزیز تھے کہ موسی علیہ الصلاۃ والسلام کے مقابلے میں ان کا قوم سے برتاؤ بہت ہی نرم تھا، جب کہ موسی علیہ الصلاۃ والسلام کی طبیعت میں چوں کہ قدرتی طور پر سختی تھی اس لیے قوم سے بھی ان کا معاملہ سخت ہوتا تھا، یہی وجہ تھی کہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو ان کی قوم نے ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کی بہ نسبت زیادہ تکالیف پہنچائیں۔''

حضرت ہارون علیہ الصلاۃ والسلام سے ملاقات میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جس طرح ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کو ان کی قوم نے اذیت دی، لیکن بعد میں پھر وہ

---

[1] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

اپنی قوم میں محبوب ہو گئے، اسی طرح آپ کو بھی اپنی قوم کی طرف سے دی جانے والی تکلیفوں کے بعد آپ محبوب ہو جائیں گے۔ (اور پھر واقعی ایسا ہوا کہ مخلوقات میں جتنی محبت حضور ﷺ سے کی گئی اتنی کسی سے بھی نہیں کی گئی)۔ [1]

☆......☆......☆

---

[1] فتح الباری، باب المعراج۔ ۲۱۰/۷

Marfat.com

مجھے حسرت ہے......!

پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کروانے کے بعد حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ ﷺ کو لیے چھٹے آسمان پر پہنچے اور دروازے پر دستک دی۔

''کون؟'' پہرے داروں نے پوچھا۔

''جبرئیل۔''

''آپ کے ساتھ کون ہیں؟'' پھر سوال کیا گیا۔

''محمد (ﷺ)۔'' جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا۔

''کیا ان کو بلایا گیا ہے؟'' دوسرے آسمان کے دربانوں نے پھر استفسار کیا۔

''جی ہاں۔'' جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بولے۔ یہ سن کر دربانوں نے دروازہ کھول دیا۔

''خوش آمدید! آپ نے بہت اچھا کیا جو تشریف لائے۔'' دربانوں نے ان الفاظ کے ساتھ حضور ﷺ کا استقبال کیا۔ چھٹے آسمان پر آپ کی ملاقات

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی۔[1]

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''میں نے موسیٰ بن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ وہ گندمی رنگ اور لمبے قد کے تھے۔ ان کے جسم پر اتنے زیادہ اور سخت بال تھے کہ اگر وہ دو قمیص بھی پہنیں تو ان میں سے بال باہر نکل آئیں۔ ان کو جب غصہ آتا تو ان کے سر کے بال ان کی ٹوپی سے باہر نکل آتے تھے اور کبھی ان کے غصے کی شدت کی وجہ سے ان کی ٹوپی میں شعلے اٹھنے لگتے۔[2]

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے:

''جنت میں جانے والا ہر شخص بغیر داڑھی اور مونچھ کے ہوگا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اکیلے ہی ہوں گے جن کی......لمبی ڈاڑھی ہوگی۔''

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا اور خیر کی دعا دی اور فرمایا:

''لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میں سب سے زیادہ اللہ کے قریب ہوں، مگر حقیقت میں محمد، اللہ کے زیادہ قریب ہیں۔''[3]

حضور ﷺ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کے بعد ساتویں آسمان کی طرف بڑھنے لگے تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام رونے لگے۔

---

[1] الصحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج۔ الرقم: ۳۸۸۷

[2] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

[3] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

''آپ کیوں رو رہے ہیں؟'' آپ ﷺ نے پوچھا۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا:

''میرے بعد ایک نوجوان پیغمبر بھیجا گیا۔ اس کی امت کے لوگ میری امت کے لوگوں سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے، میں اس لیے رو رہا ہوں۔'' [1]

''مجھے اپنی امت پر حسرت ہو رہی ہے کہ میری امت نے ایسی اطاعت نہیں کی جیسی اطاعت محمد ﷺ کی امت ان کی اطاعت کرے گی۔ مجھے اپنی امت کے ایسے لوگوں کے جنت سے محروم رہ جانے پر رونا آرہا ہے۔''

امت محمدیہ کو یہ خصوصیت دی گئی ہے:

''جنت میں ان کی کثرت ہوگی، جنت میں جانے والے تمام لوگوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی، ان میں سے اسی صفیں صرف حضور ﷺ کی امت کی ہوں گی۔ بقایا چالیس صفیں (امتِ محمدیہ کے علاوہ) دوسری امتوں کی ہوں گی۔''

آپ ﷺ کا مبارک ارشاد ہے:

''گزشتہ امتوں کے لوگوں میں کچھ لوگ تو جنت میں جائیں گے، جب کہ کچھ کا ٹھکانا جہنم ہوگا، لیکن میری امت تمام کی تمام جنت میں جائے گی۔'' [2]

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جس طرح موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی قوم نے ستایا اسی طرح ستانے کے واقعات

---

[1] الصحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج، الرقم: ۳۸۸۷

[2] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

آپ ﷺ کے ساتھ بھی پیش آئیں گے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

"لقد اوذی موسیٰ بأکثر من هذا"

ترجمہ: "موسیٰ کو مجھ سے زیادہ ستایا گیا۔" [1]

آپ ﷺ جن انبیائے کرام علیہم السلام سے ملے، ان میں سے کچھ کے ساتھ ان کی قوم بھی تھی، جب کہ بعض انبیا کرام ایسے بھی تھے کہ ان کے ساتھ ان کی قومیں نہیں تھیں۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

"میں ایک بہت بڑے ہجوم کے پاس سے گزرا۔

"جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"یہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے لوگ ہیں، مگر آپ ذرا سر اٹھا کر دیکھیے۔" جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا۔

آپ ﷺ نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو آپ کو انسانوں کے ایک بڑے ہجوم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آیا۔ آپ ﷺ کو جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہے تھے:

"اے محمد! یہ آپ کی امت کے لوگ ہیں۔ ان میں سے ستر ہزار تو ایسے ہیں جو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے، یہ آپ کی امت کے لوگوں

---

[1] فتح الباری، باب المعراج۔ ۷/۲۱۰

Marfat.com

میں سے وہ لوگ ہیں۔ جو جوش اور غصے میں آ کر دوسروں کو ذلیل نہیں کرتے۔ چھپ کر دوسروں کی باتیں نہیں سنتے، اپنا بدلہ نہیں لیتے اور اپنے اللہ پر بھروسا کرتے ہیں۔''

جس وقت حضور ﷺ یہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس مجلس میں حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ وہ ان ستر ہزار لوگوں کے بارے میں سن کر فوراً پکار اٹھے:

''یا رسول اللہ! دعا کیجیے کہ میں بھی ان میں سے ہوں۔''

''ہاں، تم بھی ان میں سے ہوں گے۔''

آپ ﷺ نے جواب دیا۔

اسی وقت مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک اور شخص نے کہا:

''دعا کیجیے کہ میں بھی اس جماعت میں سے ہوں؟'' آپ نے فرمایا:

''عکاشہ نمبر لے گیا۔'' [1]

☆......☆......☆

[1] الصحیح لمسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنة بغیر حساب ولا عذاب. الرقم: ۵۴۲

Marfat.com

میرے اچھے بیٹے! خوش آمدید!

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات اور اس گفتگو کے بعد آپ ﷺ حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ساتویں آسمان پر چڑھے۔ ساتویں آسمان کا نام ''عریب'' تھا۔[1]

حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ ﷺ کو لیے ساتویں آسمان پر پہنچے اور دروازے پر دستک دی۔

''کون؟'' پہرے داروں نے پوچھا۔

''جبرئیل۔''

''آپ کے ساتھ کون ہیں؟'' پھر سوال کیا گیا۔

''محمد (ﷺ)۔'' جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا۔

''کیا ان کو بلایا گیا ہے؟'' ساتویں آسمان کے دربانوں نے پھر استفسار کیا۔

''جی ہاں۔'' جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بولے۔ یہ سن کر دربانوں نے دروازہ کھول دیا۔

---

[1] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

''خوش آمدید! آپ نے بہت اچھا کیا جو تشریف لائے۔'' دربانوں نے ان الفاظ کے ساتھ حضور ﷺ کا استقبال کیا۔ [1]

آپ ﷺ ساتویں آسمان پر چڑھے تو دیکھا کہ ایک بزرگ ''بیت المعمور'' سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں، جو کہ عقیق کا بنا ہوا ہے۔ عقیق ایک سرخ رنگ کا ہیرا ہوتا ہے۔ بیت المعمور فرشتوں کا قبلہ ہے، جیسے ہم انسانوں کا قبلہ ''بیت اللہ'' ہے۔ یہ بیت المعمور بالکل بیت اللہ کے اوپر ہے۔ [2]

روزانہ ستر ہزار فرشتے اس بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں اور جو فرشتے ایک مرتبہ طواف کر لیتے ہیں، پھر ان کی باری نہیں آتی، یعنی ہر روز نئے ستر ہزار فرشتے طواف کرنے کے لیے آتے ہیں۔ [3]

آپ ﷺ نے بیت المعمور میں دو رکعت نماز بھی پڑھی۔ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو بتایا:

''بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار فرشتے ایک دروازے سے داخل ہوتے ہیں اور دوسرے دروازے سے نکل جاتے ہیں۔ ان کے داخل ہونے کا دروازہ اس طرف ہے جس طرف سے ستارے طلوع ہوتے ہیں اور نکلنے کا راستہ وہ ہے

---

[1] الصحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج الرقم: ۳۸۸۷

[2] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

[3] الصحیح لمسلم، کتاب الایمان، باب الإسراء برسول اللہ ﷺ الی السماوات وفرض الصلوات، الرقم: ۱۶۴

Marfat.com

جس طرف ستارے غروب ہوتے ہیں۔''[1]

جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان بزرگ کے بارے میں حضور ﷺ سے فرمایا جو بیت المعمور سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے:

''یہ آپ کے دادا ابراہیم ہیں، آپ ان کو سلام کیجیے۔''

حضور ﷺ نے دیکھا۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بال کالے اور سفید یعنی کھچڑی تھے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''میں نے ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے زیادہ کسی شخص کو خود سے مشابہ نہیں دیکھا اور خود کو ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے زیادہ کسی اور شخص کے مشابہ نہیں دیکھا۔'' یعنی ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے ہم شکل تھے اور آپ ﷺ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہم شکل تھے۔[2]

آپ ﷺ نے انھیں سلام کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے سلام کا جواب دیا اور آپ ﷺ کا استقبال کرتے ہوئے فرمایا:

''اللہ کے اچھے نبی اور میرے اچھے بیٹے! خوش آمدید!''[3]

---

[1] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

[2] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

[3] الصحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج، الرقم: ۳۸۸۷

Marfat.com

آپ ﷺ نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کافی تعداد میں بچے تھے۔

''جبرئیل! یہ بچے کون ہیں؟'' حضور ﷺ نے پوچھا۔

''یہ مسلمانوں کے وہ بچے ہیں جو بچپن میں ہی مر جاتے ہیں۔'' جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا۔

''کیا کافروں کے بچے بھی ان میں شامل ہیں؟'' آپ ﷺ نے پوچھا۔

''ہاں، کافروں کے بچے بھی ان میں ہی ہیں۔'' جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور ﷺ کو مشورہ دیتے ہوئے فرمایا:

''آپ آج رات اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے والے ہیں۔ آپ کی امت آخری امت ہے اور سب سے زیادہ کم زور امت ہے، اس لیے آپ اپنی امت کے لیے جتنی آسانیاں حاصل کر سکیں، ضرور حاصل کیجیے گا۔''

''اے محمد! آپ اپنی امت کو حکم دیجیے کہ وہ اپنے لیے جنت میں زیادہ سے زیادہ پودے لگائیں، کیوں کہ جنت کی مٹی بڑی زرخیز ہے اور اس کی زمین بہت کشادہ ہے۔''

''جنت کا پودا کیا ہے؟'' حضور ﷺ نے پوچھا۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

Marfat.com

"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ"

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کسی میں کوئی طاقت وقوت نہیں ہے۔''

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ ﷺ سے فرمایا:

''اے محمد ﷺ! اپنی امت کو میرا اسلام کہنا اور ان کو میرا یہ پیغام دے دینا کہ جنت ایک چٹیل میدان ہے۔ ہاں، اس کی مٹی بڑی زرخیز ہے اور اس کا پانی بڑا میٹھا ہے۔ جنت کے پودے یہ کلمات ہیں:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ"

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ [1]

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''جب مجھے ساتویں آسمان پر چڑھایا گیا تو وہاں (حضرت) ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) موجود تھے۔ وہ بے حد حسین وجمیل تھے۔ ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ لوگ بھی موجود تھے۔ میری امت بھی وہاں موجود تھی۔ ان میں سے کچھ لوگ سفید کپڑوں والے تھے، جب کہ کچھ میلے کپڑوں والے تھے۔ جب میں بیت المعمور میں داخل ہوا تو سفید کپڑے بھی میرے ساتھ داخل ہو گئے، جب کہ میلے

---

[1] السنن للترمذی، کتاب الدعوات، باب أن غراس الجنة، الرقم: ۳۴۶۲

Marfat.com

کپڑے والوں کو روک دیا گیا۔ بیت المعمور میں داخل ہو کر میں نے اور میرے ساتھ سفید کپڑوں والوں نے نماز پڑھی۔"

جنت چٹیل میدان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اس میں سبھی کچھ ہے، لیکن صرف اس کے لیے ہے جو دنیا میں ایسے کام کر کے جائے گا جن کے ذریعے جنت کا حق دار ٹھہرایا جا سکے، یعنی جنت اپنی محنت کے بقدر ملے گی۔ جیسے ایک بہت ہی اچھی زمین ہو، مٹی بھی عمدہ ہو، پانی بھی میٹھا ہو۔ اب اس زمین میں سے پھل وہی پائے گا جو اس میں کچھ بوئے گا، لہٰذا جو آدمی جتنے نیک اعمال کرے گا اس کے بقدر عوض میں جنت اسے مل جائے گی۔

حدیث شریف میں آتا ہے:

"جو سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کہتا ہے اس کے لیے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔ [1]

اب جنت میں لگائے گئے اس جنتی درخت کی شان بھی سن لیجیے:

"وہ درخت اتنا خوب صورت ہو گا کہ اس سے زیادہ خوب صورت درخت کسی نے نہیں دیکھا ہو گا۔ اس کی جڑیں سونے اور چاندی کی ہوں گی۔ اس کی ٹہنیاں یاقوت اور زمرد کی ہوں گی۔ اس میں لگے ہوئے پھل مٹکے سے بڑے اور شہد سے زیادہ میٹھے ہوں گے۔"

---

[1] السنن للترمذی، ابواب الدعوات، باب۔ الرقم: ۳۶۴۶

Marfat.com

جب حضور ﷺ کی انبیائے کرام سے ملاقات ہوئی تو آپ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قیامت کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے فرمایا:

''موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھو۔''

آپ ﷺ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا۔ انھوں نے لاعلمی کا اظہار کیا اور فرمایا:

''عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے پوچھنا کہ شاید ان کو معلوم ہو۔''

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے پوچھا تو وہ بولے:

''قیامت کے صحیح وقت کا علم تو اللہ کے سوا کسی کو نہیں، مجھے تو بس اتنا بتایا گیا ہے کہ بس دجال نکلنے والا ہے۔ اس وقت میرے ساتھ دو چھڑیاں ہوں گی، جنھیں دیکھتے ہی وہ سیسے کی طرح پگھلنے لگے گا اور پھر آخر میری وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کریں گے، پھر تو درخت بھی بول اٹھیں گے:

''اے مسلمان! دیکھ یہاں میرے پیچھے ایک کافر چھپا ہے۔ آ، اور اسے قتل کر۔'' پس اللہ تعالیٰ ان سب کو ہلاک کردے گا۔ لوگ اطمینان سے ٹھنڈے دلوں کے ساتھ اپنے شہروں اور وطنوں کو لوٹ جائیں گے۔ اسی زمانے میں یاجوج ماجوج نکلیں گے۔ جو ہر بلندی سے کودتے اور پھلانگتے ہوئے آئیں گے، جو چیز بھی ان کو ملے گی اِس کو تہس نہس کردیں گے، جو پانی دیکھیں گے پی جائیں

Marfat.com

گے، پھر لوگ تنگ آکر مجھ سے شکایت کریں گے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ایک ساتھ ہی ہلاک کر دیں گے۔ زمین پر ان کی لاشوں کی وجہ سے اتنی بدبو پھیل جائے گی کہ چلنا پھرنا مشکل ہو جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے، ان کی لاشیں بارش کی وجہ سے بہہ کر سمندر میں چلی جائیں گی، مجھے یہ بات معلوم ہے کہ اس کے بعد ہی فوراً قیامت آجائے گی۔ [1]

معراج میں حضور ﷺ نے پانچ قسم کی سواریوں پر سفر فرمایا، مکے سے بیت المقدس تک براق پر، بیت المقدس سے آسمان اول تک نور کی سیڑھیوں پر، آسمان اول سے ساتویں آسمان تک فرشتوں کے بازوؤں پر، ساتویں آسمان سے سدرۃ المنتہی تک حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بازو پر، سدرۃ المنتہی سے اس مقام تک جہاں آپ کی اللہ تعالی سے ملاقات ہوئی، سبز مخملی تخت نما بدلی پر سفر فرمایا۔ [2]

......☆......☆......

---

[1] تفسیر ابن کثیر، سورۂ بنی اسرائیل

[2] تفسیر روح المعانی، سورۂ اسراء، آیت:۱

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا سفر

تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات کے بعد حضور ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے جایا گیا، جو کہ ساتویں آسمان پر ہے۔سدرۃ المنتہیٰ دراصل بیری کی شکل کا ایک درخت ہے۔اس کا نام سدرۃ المنتہیٰ اس لیے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر جو احکامات نازل ہوتے ہیں وہ اس مقام پر آکر رک جاتے ہیں۔اسی طرح نیچے زمین سے آنے والے بندوں کے اعمال بھی یہاں آکر رک جاتے ہیں۔'' [1]

یعنی اوپر سے آنے والے احکامات پہلے اس مقام پر آتے ہیں، پھر وہاں سے زمین پر آتے ہیں۔اسی طرح بندوں کے اعمال بھی پہلے یہاں آتے ہیں، پھر اوپر اُٹھائے جاتے ہیں۔

چوں کہ اس بیری کے درخت کے پاس آکر احکامات اور اعمال رکتے ہیں،

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الإسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلی السماوات وفرض الصلوات، الرقم: ۱۶۲

Marfat.com

ان کی انتہا ہو جاتی ہے اس لیے اس کو ''سدرۃ المنتہیٰ'' کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس درخت کی جڑوں سے پاکیزہ پانی، صاف ستھرے دودھ، صاف شہد اور ایسی لذیذ شراب کی نہریں جاری تھیں، جن میں نشہ نہیں تھا۔ [1]

سدرۃ المنتہیٰ سے چار نہریں نکل رہی تھیں۔ دو اس کے اندر جا رہی تھیں، جب کہ دو باہر آ رہی تھیں۔

''جبرئیل! یہ باہر آنے والی نہریں کون سی ہیں؟'' حضور ﷺ نے پوچھا تو جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا:

''جو نہریں اندر جا رہی ہیں یہ جنت میں جا رہی ہیں، جب کہ باہر آنے والی نہریں نیل اور فرات ہیں۔'' [2]

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''میں نے دیکھا سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ میں ایک چشمہ ہے، جس سے دو نہریں پھوٹ رہی ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام ''کوثر'' ہے، دوسری کو ''رحمت'' کہا جاتا ہے۔ میں نے اس چشمے سے غسل کیا۔

یعنی نیل اور فرات جنت میں سے ہوتے ہوئے نکلتے ہیں۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''کوئی دن بھی ایسا نہیں آتا کہ جس میں فرات میں جنت سے پانی نہ اترتا ہو۔''

---

[1] تفسیر ابن کثیر، سورۂ بنی اسرائیل

[2] الصحیح للبخاری، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج۔ الرقم: ۳۸۸۷

Marfat.com

بعض مرتبہ یوں بھی ہوا کہ دریائے فرات میں طغیانی کی وجہ سے پانی بڑھا تو اس میں اونٹ جیسے انار پائے گئے، جنھیں ''جنتی انار'' کہا گیا۔

حدیث شریف میں آتا ہے:

''قیامت کے قریب جب یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وقت آئے گا تو اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمین پر بھیجیں گے، وہ چند چیزوں کو آسمان پر لے جائیں گے۔ ان چیزوں میں دریائے نیل اور فرات کا بھی ذکر آتا ہے۔[1]

سدرۃ المنتہیٰ کے درخت کے قد و قامت کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ حضور ﷺ کا مبارک ارشاد ہے:

''اس درخت کی شاخیں اتنی بڑی بڑی تھیں کہ ایک سوار سو سال تک اس کی شاخوں کے سائے میں چل سکتا ہے۔''[2]

اس کا ایک ایک پتا اتنا بڑا تھا کہ صرف ایک پتا ایک پوری جماعت کو ڈھانپ لے۔ اللہ تعالیٰ کے نور نے اس کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا۔ وہاں پرندوں کی شکل میں فرشتے موجود تھے، جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں اسے چھپایا ہوا تھا[3]

سدرۃ المنتہیٰ طرح طرح کے رنگوں اور روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:۔

---

[1] سیرتِ حلبیہ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

[2] السنن للترمذی، کتاب صفۃ اھل الجنۃ، باب ثمار اھل الجنۃ۔ الرقم: ۲۵۴۱

[3] تفسیر ابن کثیر، سورۂ بنی اسرائیل

Marfat.com

''سدرۃ المنتہیٰ اپنی سجاوٹ کی وجہ سے اتنا خوب صورت تھا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی شخص اس کو بیان نہیں کر سکتا۔'' [1]

''اسے ایسے رنگوں نے ڈھانپ رکھا تھا، جنھیں میں نہیں جانتا۔

''اس پر سونے کے پروانے چھائے ہوئے تھے۔''

''اس کے بیر اتنے بڑے بڑے تھے جیسے ہجر مقام کے مٹکے ہوتے ہیں۔ (ہجر، مدینے کے قریب ایک دیہات تھا، جس کے مٹکے مشہور تھے۔) اور اس کے پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان ہوں۔ [2]

جب حضور ﷺ اس درخت کے اتنا قریب آئے جتنا قریب آنے کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت دی تو اچانک اس درخت کا رنگ و روپ ہی بدل گیا۔ اس کے حسن میں اور بھی نکھار آ گیا۔

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہی حضور ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کو ان کی اصل شکل میں دیکھا، جس میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بنایا ہے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ ان کے چھ سو پَر تھے۔ ہر پَر اتنا بڑا تھا کہ ایک پَر سے آسمان کا کنارہ چھپ جائے۔ ان پروں سے رنگا رنگ موتی اور یاقوت یوں گر رہے تھے جیسے موسم بہار میں پھول گرتے ہیں۔ وہ موتی اتنی تعداد میں تھے کہ ان کی صحیح تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

---

[1] الصحیح لمسلم، کتاب الایمان۔ باب الإسراء برسول اللہ ﷺ إلی السماوات وفرض الصلوات۔ الرقم: ۱۶۲

[2] سیرت حلبیہ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

چوتھے آسمان پر ایک نہر ہے، جس کا نام ''نہرِ حیات'' ہے۔ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام روزانہ صبح کے وقت اس نہر میں اترتے ہیں۔ جب وہ اس نہر میں غوطہ لگانے کے بعد باہر آتے ہیں اور پھر اپنے بدن کو جھٹکتے ہیں تو ان کے بدن سے ستر ہزار قطرے ٹپکتے ہیں اور پھر ہر قطرے سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتے ہیں۔ پھر ان فرشتوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ بیت المعمور میں آکر نماز پڑھیں۔ یہی وہ فرشتے ہیں جو بیت المعمور میں آکر نماز پڑھتے ہیں۔ فرشتوں کی ایک جماعت جب بیت المعمور میں نماز پڑھنے کے بعد نکل جاتی ہے تو پھر ان کو دوبارہ وہاں جانے کی نوبت نہیں آتی، پھر ان فرشتوں میں سے ہی ایک کو ان کا سردار بنا دیا جاتا ہے، اس سردار کو حکم دیا جاتا ہے:

''ان فرشتوں کے ساتھ آسمان میں فلاں جگہ کھڑے ہو جاؤ اور قیامت تک اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتے رہو۔'' [1]

جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تمام باتیں معراج کی رات حضور ﷺ کو بتائیں۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

''جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے ساتویں آسمان سے بھی اوپر لے کر گئے، یہاں تک کہ میں ایک نہر پر پہنچا، جس پر یاقوت اور زبرجد کے خیمے لگے ہوئے تھے۔ اس

[1] سیرت حلبیہ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

نہر پر ایک سبز رنگ کا انتہائی خوب صورت پرندہ بیٹھا ہوا تھا، اس سے حسین پرندہ میں نے آج تک نہیں دیکھا۔‘‘

میں نے پوچھا:

’’جبرئیل! یہ کیا ہے؟‘‘

انھوں نے جواب دیا:

’’یہ نہر کوثر ہے، جو آپ کے رب نے آپ کو عطا کی ہے۔ اس کی مٹی خوش بو دار کستوری خوش بو والی ہے۔ جو جنتی بھی اس حوض سے پانی پی لے گا تو پھر اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔‘‘

اس میں یاقوت اور زُمرد کے تھالوں میں رکھے سونے چاندی کے کٹورے رکھے ہوئے تھے۔ اس نہر کا پانی دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ میں نے ایک جام اٹھایا اور اس نہر سے بھر کر پیا، وہ شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوش بودار تھا۔

قیامت کے دن جو حوض کوثر حضور ﷺ کو عطا کیا جائے گا، اس میں بھی اسی نہر کوثر کا پانی ہوگا، کیوں کہ وہ حوض بالکل جنت سے متصل جنت کے ایک جانب ہوگا۔

پھر آپ ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ سے بھی اوپر لے جایا گیا۔ یہاں تک کہ آپ ’’مقام حریف الاقلام‘‘ پر پہنچے۔ یہاں آپ ﷺ نے تقدیر لکھنے والے فرشتوں کے قلموں کی آوازوں کو سنا۔

Marfat.com

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

''معراج کی رات فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی گزرتا وہ مجھ سے یہی کہتا: ''اے محمد! آپ اپنی امت کو سینگی لگوانے کا حکم فرمائیں۔'' [1]

سینگی لگانے کو پچھنے لگانا بھی کہتے ہیں، جس کا مطلب یہ کہ استرے سے جسم میں سے خون نکالا جائے۔ [2]

یہ دراصل علاج کا ایک قدیم طریقہ ہے۔ اس طریقے سے جسم سے زائد اور فاسد خون نکالا جاتا ہے اور یوں فاسد خون کے نکل جانے سے انسان صحت یاب ہو جاتا ہے۔ یہ بہت ہی زبردست اور کامیاب طریقہ علاج تھا۔ حضور ﷺ کے زمانے میں بھی یہ طریقہ علاج رائج تھا۔ عرب میں پچھنے لگوانے کا بہت رواج تھا۔ حضور ﷺ خود اپنے سر میں اور مونڈھوں کے درمیان حجامہ لگوایا کرتے تھے [3]

دراصل یہ یونانی طریقہ علاج تھا۔ یونانی حکمت اور اس کے علاج کے طریقے زوال پذیر ہوئے تو حجامہ بھی متروک ہو گیا۔ بلڈ پریشر کا جو مرض عام ہو گیا ہے، حجامہ اس کا بہت ہی کارآمد علاج ہے۔ اب الحمد للہ، اب علمائے کرام طب نبوی ﷺ کے اس طریقہ علاج کو زندہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

سدرۃ المنتہیٰ کے آس پاس ہی آپ ﷺ نے فرشتوں کے قلموں کی آواز بھی

---

[1] السنن لابن ماجه، كتاب الطب، باب الحجامة، حديث: ٣٤٧٩

[2] نور اللغات

[3] السنن للترمذي، كتاب الطب، باب الحجامة۔ الرقم: ٢٠٥١

Marfat.com

سنیں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''میں ایسے بلند مقام پر پہنچا، جہاں مجھے قلموں کے چلنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔''

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس حجاب اکبر پر پہنچے تو حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بولے:

''اے محمد! اب آگے آپ اکیلے تشریف لے جائیے، میں بس یہیں تک آ سکتا تھا۔ یہاں سے آگے میں نہیں جا سکتا۔''[1]

☆......☆......☆

[1] صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب ذکر ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام، الرقم: ۳۱۶۴

Marfat.com

ٹھہریے، آپ کا رب نماز پڑھ رہا ہے۔

جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ بات سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

''کیا کوئی دوست یوں اپنے دوست کو چھوڑا کرتا ہے؟''

اس پر جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا:

''میں اگر اس سے آگے بڑھا تو جل کر راکھ ہو جاؤں گا۔'' یہ سن کر آپ ﷺ ان کا عذر سمجھ گئے اور فرمایا:

''جبرئیل! تم اپنے رب سے کچھ مانگنا چاہتے ہو؟''

''اے محمد! آپ اپنے رب سے میرے لیے بس ایک اختیار مانگ لیجیے گا اور وہ یہ کہ قیامت کے روز جب پل صراط قائم ہوگا اور لوگوں کو اس پر سے گذرنے کا حکم ہوگا تو اللہ تعالیٰ مجھے یہ اختیار عنایت فرما دیں کہ میں اپنے پر پھیلا کر کھڑا ہو جاؤں اور آپ کی امت کے لوگ میرے پروں پر سے ہو کر خیریت سے گزر جائیں۔''

اس کے بعد ایک بدلی نے سدرۃ المنتہیٰ کو گھیر لیا اور حضور ﷺ کو اس بدلی

Marfat.com

کے ذریعے وہاں سے اوپر اٹھالیا گیا۔ وہ بدلی سبز مخملی تخت نما تھی۔ اس پر جنت کا قالین بچھا ہوا تھا۔ اسی وقت پیچھے سے آپ ﷺ کو حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سنائی دی۔

''اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کی تعریف فرما رہے ہیں۔ آپ سنیے اور اطاعت کیجیے۔ آپ کلامِ الٰہی سے دہشت زدہ نہ ہوں۔'' [1]

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

''مجھے نور کے پردوں میں لے جایا گیا اور میں نے ستر ہزار پرؤں کو پار کیا۔ ان میں سے کوئی بھی پردہ ایسا نہ تھا جس کی مثال دی جاسکے۔ ہر پردے کی موٹائی اتنی تھی کہ پانچ سو سال میں اس کو پار کیا جاسکے۔ مجھے اپنے ساتھ کسی کی موجودگی کا احساس نہ ہوا تو مجھے وحشت سی ہونے لگی۔ اچانک مجھے اپنے دوست ابو بکر کے بولنے کی سی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہے تھے:

''ٹھہریے، آپ کا رب نماز پڑھ رہا ہے۔''

مجھے ابو بکر کے یہاں موجود ہونے پر حیرت ہوئی اور میں اپنے رب کی نماز کے بارے میں سوچنے لگا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا:

''کیا ابو بکر مجھ سے بھی پہلے یہاں پہنچ گئے ہیں اور میرے رب کے نماز پڑھنے کا کیا مطلب ہے؟ وہ تو نماز پڑھنے اور عبادت کرنے سے بے پرواہ

---

[1] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

ہے؟'' آپ ﷺ ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ اچانک بلندیوں سے آواز آئی:

''قریب آیئے، اے مخلوق میں سب سے بہترین! قریب آیئے اے احمد! قریب آیئے۔''

☆......☆......☆

کاروباری اور تاجر حضرات کے لیے

عظیم خوش خبری

مبلغ اسلام حضرت مولانا طارق جمیل مدظلہ

کے شاگرد مولانا محمد وقاص ہاشمی کی منفرد کاوش

قرآن وسنت کی روشنی میں تاجر اور تجارت کی اہمیت وفضیلت پر مختصر مگر پراثر اور جامع کتاب

-/200

صرف ایک فون کال پر گھر بیٹھے حاصل کیجیے۔۔۔

دار المصنف

042-359126
email:darulinashat@gmail.com

اللہ تعالیٰ سے گفتگو

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

''معراج کی رات میرے رب نے مجھے اپنے اتنا قریب بلا لیا کہ میرے اور میرے رب کے درمیان اتنا فاصلہ رہ گیا جتنا کمان کے دونوں کناروں میں ہوتا ہے۔''

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے سوال فرمایا تو میں اللہ جل شانہ کو جواب دینے کی طاقت نہ پاسکا، اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دونوں مونڈھوں کے درمیان اس طرح رکھ دیا کہ اس کی کوئی کیفیت بیان نہیں ہوسکتی۔''

یہاں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے مراد اس کی قدرت کا ہاتھ ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہاتھ پاؤں سے پاک ہے۔ (یعنی آپ یوں سمجھ لیں کہ ہمیں سمجھانے کے لیے ہاتھ سے تشبیہ دی گئی ہے۔)

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

Marfat.com

''اس ہاتھ کی ٹھنڈک مجھے محسوس ہوئی اور مجھ پر اوّلین و آخرین کا حال روشن ہو گیا اور اس کے نتیجے میں مجھے مختلف علوم حاصل ہو گئے، ان میں سے کچھ علوم ایسے ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے عہد لیا کہ میں ان کو چھپا کر رکھوں گا، کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ میرے سوا دوسرے لوگ ان علوم کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اسی طرح کچھ علوم ایسے دیے گئے، جن کے بارے میں دوسروں کو بتانے اور نہ بتانے کا اختیار مجھے دیا گیا۔ کچھ علوم ایسے بھی عطا فرمائے گئے جن کو عام وخاص، دونوں تک پہنچانے کا حکم فرمایا گیا۔ یہاں عام وخاص میں انسان، جنات اور اسی طرح فرشتے بھی شامل ہیں۔''

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

''(جب دستِ قدرت رکھے جانے کے بعد مجھ میں قوتِ گویائی آ گئی اور بولنے کی ہمت پیدا ہو گئی تو) میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا: ''اے اللہ! جب مجھے (سدرۃ المنتہیٰ سے اوپر اُٹھائے جانے کے بعد تنہائی کے احساس کی وجہ سے) وحشت ہونے لگی تھی تو میں نے کسی کے بولنے کی آواز سنی تھی، جو ابو بکر کے انداز اور آواز میں بول رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا تھا:

''ٹھہریے، آپ کا رب نماز پڑھ رہا ہے۔

باری تعالیٰ! مجھے حیرت ہوئی کہ کیا ابو بکر اس مقام پر مجھ سے بھی پہلے پہنچ گئے اور اس سے بھی زیادہ حیرت اس پر ہوئی کہ میرا رب تو نماز سے بے پرواہ اور بے

Marfat.com

نیاز ہے۔"

جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"میں اس بات سے بے پرواہ اور بے نیاز ہوں کہ کسی کے لیے نماز پڑھوں، بل کہ میں تو یہ کہتا ہوں:

"سبحانی...... سبحانی، یعنی میں پاک ہوں، میں پاک ہوں۔ میری رحمت، میرے غضب اور غصے سے بڑھ گئی ہے۔" پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اے محمد! پڑھیے۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْماً.

ترجمہ: "وہ ایسا رحیم ہے کہ وہ خود بھی اور اس کے فرشتے بھی تم پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں، تاکہ حق تعالیٰ تمھیں تاریکیوں سے نور کی طرف لے آئے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر بہت مہربان ہے۔" [1]

اللہ تعالیٰ کے نماز پڑھنے کا یہ مطلب بھی بتایا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں کا ذکر فرماتے ہیں اور یہی رحمت ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کا ذکر فرمانا، سب سے عظیم رحمت اور نعمت ہے۔

---

[1] سورۃ الاحزاب، آیت: ۴۳

Marfat.com

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے محمد! تمھارے بھائی موسیٰ کو اپنی لاٹھی سے انس اور لگاؤ تھا۔ جب ہم نے اس سے ہم کلام ہونے کا ارادہ کیا تو ہم نے اس سے کہا:

''اے موسیٰ! یہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟''

اس نے کہا:

''یہ میری لاٹھی ہے۔''

یوں اس کا دھیان میری ہیبت سے ہٹ گیا اور وہ اپنی لاٹھی کے بارے میں بتانے میں مگن ہو گیا:

''باری تعالیٰ! یہ میری لاٹھی ہے۔ میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں، اس سے اپنی بکریوں کے لیے درختوں سے پتے گراتا ہوں اور اس کے علاوہ اس میں اور بھی فائدے ہیں۔''

اے محمد! تمھیں بھی اپنے دوست ابو بکر سے بڑا انس اور لگاؤ ہے، اس لیے ہم نے اس کی شکل و صورت کا ایک فرشتہ پیدا کر دیا، جو اس کی ہی آواز میں آپ سے گفتگو کرنے لگا، تاکہ اپنے دوست کی آواز سن کر وہ وحشت دور ہو جائے جو میری عظمت کی ہیبت کی وجہ سے آپ کے دل میں پیدا ہو گئی تھی۔''

حضور ﷺ نے وہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہم شکل فرشتہ دیکھا نہیں تھا، بل کہ صرف اس کی آواز سنی تھی۔

Marfat.com

ایک روایت میں ہے کہ نماز میں جو تشہد کے کلمات ہم پڑھتے ہیں یہ دراصل اللہ تعالیٰ سے حضور ﷺ کی گفتگو ہے۔

آپ نے عرض کیا:

"التحیات للہ و الصلوات و الطیبات"

ترجمہ: "تمام قولی، فعلی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔

یعنی وہ تمام عبادتیں جو میں زبان کے ذریعے کرتا ہوں، جیسے ذکر وغیرہ اور وہ تمام عبادتیں جو میں اپنے فعل سے کرتا ہوں، جیسے نماز، جہاد، حج، روزہ وغیرہ اور وہ تمام عبادتیں جو میں اپنے مال کے ذریعے کرتا ہوں، جیسے صدقہ، زکوٰۃ وغیرہ، یہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا:

"السلام علیك ایها النبی و رحمة الله و برکاته"

ترجمہ: "اے نبی! آپ پر سلام ہو، اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔"

یہ سن کر آپ ﷺ نے عرض کیا:

"السلام علینا و علی عباد الله الصالحین"

ترجمہ: "ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔"

حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ سن کر فوراً توحید و رسالت کی گواہی دی:

"اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد عبده و رسوله"

Marfat.com

ترجمہ: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (اور) میں گواہی دیتا ہوں کہ (حضرت) محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' [1]

پھر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا:

''اے محمد! جبرئیل کی حاجت اور ضرورت کیا ہے؟''

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

''اے اللہ! آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔''

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''جبرئیل نے جو کچھ مانگا میں نے اس کو دے دیا، لیکن اس کا یہ اختیار صرف ان لوگوں کے حق میں ہے، جنھوں نے آپ سے محبت کی اور آپ کے ساتھی بنے۔''

یہاں ساتھی ہونے سے شاید یہ مراد ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے آپ کی دنیا میں پیروی کی اور آپ ﷺ کی سنتوں پر عمل کیا۔ یہی جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کی مراد تھی، کیوں کہ انھوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا:

''مجھے آپ کی امت کے لیے پل صراط پر پَر پھیلانے کی اجازت مل جائے، تاکہ وہ آسانی سے اس پر سے گزر سکیں۔''

جب حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوا تو آپ ﷺ فوراً سجدے میں گر گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ پر وحی اتاری، جیسا کہ قرآن مجید

---

[1] فتح الباری، باب المعراج۔ ۷/۲۱۶

Marfat.com

میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاوحیٰ الی عبدہٖ ما اوحیٰ.

ترجمہ: ”پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر وہ وحی نازل فرمائی جو نازل فرمانا تھی۔“ ۱؎

علامہ ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ، جو قرآن مجید کی تفسیر کرنے والے ہیں، وہ فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے جو حضور ﷺ پر وحی نازل فرمائی اس میں یہ بھی تھا:

”اے محمد! جب تک آپ جنت میں نہیں جائیں گے اس وقت تک تمام نبیوں پر جنت حرام رہے گی۔ اسی طرح جب تک آپ کی امت جنت میں نہیں جائے گی، تمام امتوں پر جنت حرام رہے گی۔“

علامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بھی وحی فرمائی:

”اے محمد! حوض کوثر آپ کو عطا فرما کر ہم نے آپ کو یہ خصوصیت دی کہ تمام جنتی پانی کے معاملے میں آپ کے مہمان ہوں گے۔“ یعنی حضور ﷺ کو تمام جنتیوں کی میزبانی کا شرف بخشا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے گفتگو فرمائی تو

۱؎ سورۃ النجم۔ ۱۰

Marfat.com

پوچھا:

”اے محمد! مانگو، کیا مانگتے ہو؟“

آپ ﷺ نے گزارش کی:

”اے اللہ! ابراہیم کو آپ نے خلیل بنایا، موسیٰ سے آپ نے باتیں کیں، داؤد کو عظیم الشان سلطنت دی اور ان کے لیے لوہا نرم کر دیا۔ سلیمان کو آپ نے بادشاہت دی۔ انسان، جنات، شیاطین اور ہوائیں ان کے تابع کر دیں۔ ایسی بادشاہت ان کو دی، جو نہ ان سے پہلے کسی کو ملی اور نہ ہی ان کے بعد کسی کو ملے گی۔ عیسیٰ کو آپ نے تورات وانجیل سکھائی اور ان کو یہ معجزہ عطا فرمایا کہ وہ آپ کے حکم سے اندھوں اور کوڑھ کے مرض والوں کو ٹھیک کیا کرتے تھے اور مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ ان کو اور ان کی والدہ مریم علیہا السلام کو شیطان سے بچایا۔ اے میرے رب! میرے لیے بھی کچھ فرمایئے۔“

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اے محمد! آپ میرے دوست ہیں۔ تورات میں آپ کو خلیل الرحمن کا لقب دیا گیا ہے، یعنی رحمٰن کا دوست۔ میں نے آپ کو لوگوں کی طرف خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا، آپ کا سینہ کھول دیا، آپ کا بوجھ اتار دیا اور آپ کا ذکر بلند کیا، (اتنا بلند کہ) جہاں میرا ذکر آتا ہے وہاں آپ کا ذکر بھی ہوتا ہے۔ (جیسے روزانہ دن میں پانچ وقت کی نمازوں کی اذانوں میں) اور میں نے آپ کی امت کو

Marfat.com

بہترین امت بنایا ہے اور میں نے آپ کی امت میں ایسے لوگ بنائے ہیں جن کے دل میں کتاب، یعنی قرآن مجید ہے۔ (اپنی آسمانی کتاب کو حفظ کرنے کا اعزاز بھی اسی امت کو ملا، اس سے قبل کوئی امت بھی اپنی کتاب کو حفظ نہ کرسکی)۔

میں نے آپ کو سب سے آخر میں دنیا میں بھیجا، لیکن آپ کو سب سے پہلے پیدا کیا۔ میں نے آپ کو اپنے عرش کے نیچے سے سورۂ بقرہ کی آخری آیات دیں، جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ میں نے آپ کو کوثر عطا کیا۔ میں نے آپ کو اسلام کے آٹھ حصے دیے: ہجرت، جہاد، نماز، صدقہ، رمضان کے روزے، نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا۔''

حضور ﷺ کو تکبیر کے الفاظ بھی معراج کی رات میں بتلائے گئے۔ جب آپ ﷺ اس حجاب، یعنی پردے تک پہنچ گئے جو عرش الٰہی کے بالکل قریب ہے تو اس وقت اس حجاب سے ایک فرشتہ نکلا اور وہ پکارا:

"اللہ اکبر! اللہ اکبر!"

اسی وقت حجاب کے پیچھے سے آواز آئی:

''میرے بندے نے سچ کہا۔ میں سب سے بڑا ہوں، میں سب سے بڑا ہوں۔'' اس کے بعد فرشتے نے کہا:

"اشھد ان لا الہ الا اللہ"

حجاب کے پیچھے سے آواز آئی:

Marfat.com

''میرے بندے نے سچ کہا۔ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔''

پھر فرشتے نے کہا:

"اشهد ان محمدا رسول الله"

اس پر حجاب کے پیچھے سے آواز آئی:

''میرے بندے نے سچ کہا۔ میں نے محمد کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔''

پھر فرشتے نے کہا:

"حی علی الصلوٰة، حی علی الفلاح، قد قامت الصلوٰة، قد قامت الصلوٰة، الله اکبر الله اکبر، لا اله الا الله"

اس کے بعد فرشتے نے حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور آپ کو آسمان والوں کی نماز کا امام بنانے کے لیے آگے بڑھا دیا۔

واپس آ کر آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس فرشتے کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا:

''قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا، میں اپنے مرتبے میں تمام مخلوقات کے مقابلے میں سب سے زیادہ قریب ہوں، لیکن جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا ہے، اس وقت سے آج تک میں نے بھی اس فرشتے کو نہیں دیکھا۔''[1]

---

[1] السيرة الحلبية، باب ذكر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر دن اور رات میں پچاس نمازیں فرض کیں۔

معراج کی شب نمازیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تین تحفے دیے، پانچ نمازیں، سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں اور یہ کہ آپ ﷺ کی امت کے کبیرہ گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا، بشرطے کہ اس نے شرک نہ کیا ہو[1]

کبیرہ گناہوں کی معافی کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی امت کے وہ لوگ جو زندگی میں کبیرہ گناہ کرتے رہے اور توبہ کیے بغیر مر گئے تو ایسے لوگ اگر جہنم میں گئے بھی تو وہ مشرکوں اور کافروں کی طرح جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے، بل کہ اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد نکال لیے جائیں گے اور جنت میں داخل کر دیے جائیں گے۔

سورۂ بقرہ کی آخری آیات جو آپ ﷺ کو معراج کی رات تحفے میں ملیں، وہ یہ ہیں:

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿٢٨٥﴾ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ

---

[1] الصحیح المسلم، کتاب الایمان، باب فی ذکر سدرۃ المنتہی۔ الرقم: ۴۴۹

Marfat.com

مِن قَبۡلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِۦ وَاعۡفُ عَنَّا وَاغۡفِرۡ لَنَا
وَارۡحَمۡنَآ أَنتَ مَوۡلَىٰنَا فَانصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكَٰفِرِينَ ﴿٢٨٦﴾

ترجمہ: ''رسول (اللہ) اس کتاب پر، جو اُن کے رب کی طرف سے اُن پر نازل ہوئی، ایمان رکھتے ہیں اور مومن بھی۔ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم اُس کے پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے۔ اور وہ (اللہ سے) عرض کرتے ہیں کہ ہم نے (تیرا حکم) سنا اور قبول کیا۔ اے رب! ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہی۔ ﴿٢٨٥﴾

اللہ کسی شخص کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اُس کو اُن کا فائدہ ملے گا اور بُرے کرے گا تو اُسے اُن کا نقصان پہنچے گا۔ اے رب اگر ہم سے بھول چوک ہوگئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کرنا۔ اے اللہ! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالنا جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے اللہ! جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھنا اور (اے اللہ!) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہمیں کافروں پر غالب فرما۔'' ﴿٢٨٦﴾

سورۂ بقرہ کی آخری آیات کے بارے میں آپ ﷺ کا مبارک ارشاد ہے:

''جو ان آیات کو رات کے وقت پڑھتا ہے، یہ آیات اس کے لیے کافی ہو

Marfat.com

جاتی ہیں۔'' [1]

ایک مرتبہ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے اپنے اوپر دروازہ کھلنے کی سی آواز سنی، آپ نے اپنا سر مبارک اوپر اٹھایا تو جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بولے:

''یہ آسمان کا دروازہ ہے، یہ صرف آج ہی کھلا ہے، آج سے قبل کبھی نہیں کھولا گیا، اس دروازے سے ایک فرشتہ اترا ہے، یہ فرشتہ آج ہی زمین پر اترا ہے، آج سے قبل کبھی نہیں اترا۔''

اتنے میں وہ فرشتہ اتر کر آپ ﷺ کے پاس آگیا اور بولا:

''آپ کو دونوروں کی خوش خبری ہو، جو آپ کو عطا کیے گئے ہیں، آپ سے پہلے یہ دونور کسی کو نہیں دیے گئے، ایک سورۂ فاتحہ اور دوسرا سورۂ بقرہ کی آخری آیات۔'' [2]

حضور ﷺ وحی اور پچاس نمازوں کا حکم لے کر سدرۃ المنتہیٰ پر واپس پہنچے تو حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ بدلی، جس پر آپ ﷺ نیچے آئے تھے، سمٹ گئی تھی۔ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور تیزی سے نیچے کو ہو لیے۔

---

[1] الصحیح المسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب فی فضل الفاتحۃ و خواتیم سورۃ البقرۃ۔ الرقم: ۱۹۱۴

[2] الصحیح المسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب فی فضل الفاتحۃ و خواتیم سورۃ البقرۃ۔ الرقم: ۱۹۱۳

Marfat.com

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے گزر ہوا تو انھوں نے کچھ نہیں کہا، لیکن جب واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے پوچھا:

''آپ کے رب نے آپ کو کیا حکم دیا؟''

''پچاس نمازوں کا۔'' حضور ﷺ نے فرمایا۔

''اپنے رب کے پاس واپس جایئے اور اس میں کمی اور آسانی مانگیے۔ آپ کی امت پچاس نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی۔ میں بنی اسرائیل میں عمر گزار کے آیا ہوں۔ خدا کی قسم! میں آپ سے پہلے ان پر تجربہ کر چکا ہوں، میں نے بنی اسرائیل کو سیدھے راستے پر لانے کے لیے بہت جتن کیے تھے۔''

بنی اسرائیل پر صرف دو نمازیں فرض ہوئی تھیں۔ دو رکعت صبح اور دو رکعت شام، وہ ان دو نمازوں کی بھی پابندی نہیں کر سکے تھے، اسی لیے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور ﷺ سے کہا:

''آپ اپنے رب کے پاس واپس جایئے اور اپنی امت کے لیے اس میں کمی کی درخواست کیجیے۔''

جس چیز کا حکم حضور ﷺ کے لیے تھا، یعنی نماز، حضور ﷺ کی طرح آپ کی امت پر بھی فرض ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ بات سن کر آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے۔ یہاں بدلی نے پھر آپ ﷺ کو ڈھانپ لیا اور اوپر لے گئی۔ وہاں پہنچ کر حضور ﷺ سجدے میں گر گئے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی:

Marfat.com

''پروردگار! میری خاطر اپنے اس (نماز والے) حکم میں آسانی عطا فرما دیجیے۔''

اللہ تعالیٰ نے پچاس میں سے پانچ نمازیں کم فرمادیں۔ آپ ﷺ واپس موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے اور ان سے کہا:

''میرے رب نے مجھ پر پانچ نمازیں کم کردی ہیں۔''

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر بولے اور کہا:

''آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی، اس لیے آپ اپنے رب کے پاس پھر جایئے اور اس میں مزید کمی کی درخواست کیجیے۔''

حضور ﷺ واپس تشریف لے گئے تو اللہ رب العزت نے پھر پانچ نمازیں کم کردیں۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس واپس آئے تو انھوں نے اور کم کروانے کا کہا۔ آپ ﷺ واپس تشریف لے گئے تو پانچ اور کم کردی گئیں۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر کمی کروانے کا کہا، یہاں تک کہ پانچ نمازوں کا حکم رہ گیا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا:

''آپ کی امت دن بھر میں یہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی، آپ اپنے رب کے پاس واپس جایئے اور اپنے لیے اس میں بھی کمی اور آسانی کی درخواست کیجیے۔''

آپ ﷺ فرمانے لگے:

Marfat.com

”میں اتنی مرتبہ اپنے رب کے پاس جا کر کمی کی درخواست کر چکا ہوں کہ اب مزید کمی کروانے کے لیے جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔(اگرچہ یہ بات ممکن تو ہے کہ میں پھر حاضر ہو کر عرض کروں)، لیکن اب میں ان پانچ نمازوں پر ہی راضی ہوتا ہوں اور ان کو تسلیم کرتا ہوں۔ اس وقت غیب سے آواز آئی:

”اے محمد! میں نے اپنا پچاس نمازوں کا حکم باقی رکھا ہے۔ ہر روز یہ پانچ نمازیں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا ثواب دس کے برابر ہے اور یوں پانچ نمازوں کا ثواب پچاس کے برابر ملے گا۔

آپ کی امت میں سے جو شخص بھی نیکی کا ارادہ کرے گا اور پھر وہ اس نیکی کو نہ کر سکے گا تو اس کے لیے صرف نیکی کا ارادہ کرنے پر ایک نیکی لکھوں گا اور اگر وہ نیک کام کر لیا تو دس کے برابر لکھوں گا اور جو شخص کسی برے کام کا ارادہ کرے گا اور پھر وہ کام نہ کرے گا تو برا کام نہ کرنے پر اس کے لیے ایک نیکی لکھ دوں گا اور اگر اس نے وہ برائی کر لی تو اس کے لیے صرف ایک ہی برائی لکھوں گا۔“

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازوں میں کمی کروا کر اس امت محمدیہ ﷺ پر بے حد احسان فرمایا۔ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے:

”میں نے اپنی امت کیلیے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ مہربان کسی کو نہیں پایا۔“[1]

آپ ﷺ کا یہ بھی مبارک ارشاد ہے:

---

[1] السيرة الحلبية، باب ذكر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

''میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لیے جاتے ہوئے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب سے گزرا تو وہ میرے لیے سب سے زیادہ سخت ثابت ہوئے اور واپسی پر جب میں ان کے پاس سے گزرا تو وہ میرے لیے سب سے زیادہ نرم اور تمھارے (یعنی امت کے) بہترین دوست ثابت ہوئے۔''

جاتے ہوئے سخت ثابت ہونے سے مراد وہی بات ہے، جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روتے ہوئے حضور ﷺ کے بارے میں فرمایا تھا:

''پروردگار! یہ نوجوان آپ نے میرے بعد بھیجا، لیکن اس کی امت کے لوگ میری امت کے مقابلے میں زیادہ داخل ہوں گے۔''

چوں کہ حضور ﷺ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کافی کم عمر تھے، اس لیے موقع کے لحاظ سے ان کا آپ ﷺ کو نوجوان کہنا ہی مناسب تھا۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

''معراج کی رات میں نے عرش الٰہی کے نیچے ستر شہر دیکھے، جن میں سے ہر شہر تمھاری اس پوری دنیا سے ستر گنا بڑا تھا اور ہر شہر فرشتوں سے بھرا ہوا تھا۔ یہ فرشتے ہر وقت اللہ کی تسبیح اور حمد بیان کرتے رہتے ہیں اور اپنی تسبیح میں یہ دعا پڑھتے ہیں:

اللھم اغفرلمن شھد الجمعۃ، اللھم اغفر لمن اغتسل یوم

Marfat.com

الجمعة۔

ترجمہ: ''اے اللہ! اس شخص کی مغفرت فرما جو جمعے کی نماز میں حاضر ہوا۔ اے اللہ! اس شخص کی مغفرت فرما، جس نے جمعے کے دن جمعے کی نماز کے لیے غسل کیا۔ [1]

☆......☆......☆

[1] السيرة الحلبية، باب ذكر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

بلال! تم تو نجات پا گئے

حضور ﷺ نے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جنت کی بھی سیر کی۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''معراج کی رات پھر مجھے جنت میں لے جایا گیا، میں نے وہاں دیکھا کہ موتیوں کے خیمے لگے ہوئے ہیں اور اس کی مٹی کستوری خوش بو والی ہے۔[1]

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''میں نے جنت کے دروازے پر یہ عبارت لکھی دیکھی:

''صدقے کا ثواب دس گنا ہے اور قرض دینے کا صلہ اٹھارہ گنا ہے۔''

(یعنی اگر آدمی ایک روپیہ صدقہ کرے تو اسے دس روپے صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا اور اگر ایک روپیہ کسی کو قرض دے دے تو اسے اٹھارہ روپے قرض دینے کا ثواب ملے گا)۔

آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا:

---

[1] الصحیح لمسلم، کتاب الایمان، باب الإسراء برسول اللہ ﷺ إلی السماوات وفرض الصلوات. الرقم: ۴۳۳

Marfat.com

''جبرئیل! یہ کیا بات ہے کہ کیا قرض دینا صدقہ کرنے سے بھی افضل ہے؟''

''جی ہاں، کیوں کہ جب کسی کو صدقہ کیا جاتا ہے تو (عام طور پر) اس وقت اس کے پاس کچھ نہ کچھ ہوتا ہے، جب کہ قرض مانگنے والا اسی وقت قرض مانگتا ہے جب اس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔'' جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے جواب دیا۔ [1]

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

''جنت میں ایک خوب صورت اور سنہرے رنگ والی لڑکی نظر آئی۔ میں نے اس سے پوچھا:

''اے لڑکی! تم کس کے لیے ہو؟''

''میں آپ کے صحابی زید بن حارثہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لیے ہوں۔'' اس نے عرض کیا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''میں نے جنت میں ایک طرف سے کسی کے چلنے کی آواز سنی، میں نے جبرئیل (علیہ الصلاۃ والسلام) سے پوچھا:

''جبرئیل! یہ کون ہے؟''

انھوں نے جواب دیا:

''یہ بلال مؤذن ہیں۔'' یہ بات بتلا کر آپ ﷺ نے حضرت بلال

---

[1] السنن لابن ماجہ، کتاب الصدقات، باب القرض: الرقم: ۲۴۳۱

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''بلال! تم تو نجات پا گئے۔''[1]

حضور ﷺ نے جنت میں موتیوں سے بنے ہوئے گنبد اور موتیوں کے گندھے ہوئے گجرے دیکھے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''جنت کی مٹی مشک کی ہے۔ جنت کے انار اتنے بڑے بڑے ہیں جتنے بڑے ہمارے ڈول ہوتے ہیں اور جنت کے پرندے اونٹوں کے برابر ہیں۔''

آپ ﷺ کی جہنم کے داروغے سے بھی ملاقات ہوئی، وہ انتہائی سخت طبیعت کا فرشتہ تھا۔ اس کے چہرے پر غصہ اور غضب برس رہا تھا۔

اس وقت کسی پکارنے والے نے کہا:

''یہ جہنم کا داروغہ مالک ہے۔ اس کو سلام کیجیے۔''

اس سے پہلے کہ آپ ﷺ سلام کرتے، مالک نے آپ کو سلام کیا اور خوش آمدید کہا، لیکن وہ مسکرایا نہیں۔ یہ بات آپ ﷺ نے بھی محسوس کی۔ آپ نے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا:

''جبرئیل! یہ کیا بات ہے، میں آسمان والوں میں سے جس سے بھی ملا، اس نے مسکراتے ہوئے میرا استقبال کیا اور مجھے خوش آمدید کہا، لیکن ایک شخص کو میں نے سلام کیا۔ اس نے میرے سلام کا جواب دیا، مجھے خوش آمدید بھی کہا، دعا بھی

---

[1] السیرة الحلبیة، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

دی، لیکن وہ مسکرایا نہیں۔"

جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا:

"یہ جہنم کا داروغہ مالک ہے، وہ جب سے پیدا ہوا ہے، آج تک کبھی نہیں ہنسا۔ اگر وہ ہنس سکتا تو صرف آپ ہی کے لیے ہنستا۔"

یعنی مالک کو ہنسنا سکھایا ہی نہیں گیا۔

آپ ﷺ نے مالک کو اس کی اصل شکل میں نہیں دیکھا تھا۔ اگر آپ اس کو اصل شکل میں دیکھ لیتے تو آپ نظر نہ اٹھا پاتے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت میکائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں بھی پوچھا:

"جبرئیل! کیا بات ہے، میں نے میکائیل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔" جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بولے:

"جب سے جہنم پیدا کی گئی ہے وہ نہیں ہنسے۔"

یعنی جہنم اور اس کی ہول ناکی اتنی ہیبت ناک ہے کہ اس کو دیکھ کر فرشتوں کی ہنسی ختم ہو گئی ہے۔

ایک دفعہ یہی سوال آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی کیا تھا:

"آپ جب بھی میرے پاس آتے ہیں تو آپ کے چہرے پہ مسکراہٹ نہیں ہوتی۔"

Marfat.com

جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا:

''جب سے جہنم پیدا کی گئی ہے میں نہیں ہنسا۔'' [1]

آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا:

''اس فرشتے سے کہیے کہ جہنم دکھائے۔''

جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہنم کے داروغے سے فرمایا:

''مالک! محمد کو جہنم دکھاؤ۔''

اس پر مالک نے جہنم کا ڈھکن اٹھایا۔ جہنم فوراً جوش مارتی ہوئی اوپر کو اُٹھ آئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جبرئیل! اس کو کہیے کہ یہ جہنم کو واپس اپنی جگہ کردے۔''

چناں چہ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا اور مالک نے جہنم کو جانے کا حکم دیا، بس پر وہ واپس چلی گئی۔ اس نے ڈھکن ڈھک دیا۔

معراج کی رات ہی حضور ﷺ کو دجال دکھایا گیا، جو قیامت کے نزدیک نکلے گا۔ [2]

دجال کے بارے میں حضور ﷺ کا مبارک ارشاد ہے:

''جب سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے، دنیا میں کوئی بھی فتنہ دجال

---

[1] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

[2] الصحیح لمسلم، کتاب الایمان، باب فی ذکر المسیح

Marfat.com

کے فتنے سے بڑا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیائے کرام بھی اس دنیا میں بھیجے ہر نبی نے اپنی امت کو دجال کے فتنے سے ڈرایا ہے۔ میں آخری ہوں، تم بہترین امت ہو۔ وہ ضرور تم میں نکلے گا۔ اگر وہ میری زندگی میں میری موجودگی میں نکلا تو میں اکیلا ہی ہر مسلمان کی طرف سے اس کا مقابلہ کروں گا اور اگر وہ میرے بعد نکلا تو ہر مسلمان خود اپنا دفاع کرے گا اور اللہ ہر مسلمان کا محافظ ونگہبان ہو۔ وہ دجال شام وعراق کے درمیان ایک راستے پر نمودار ہوگا۔ وہ ظاہر ہوتے ہی دائیں بائیں (ہر طرف) فساد پھیلا دے گا۔

اے اللہ کے بندو! تم اس وقت ثابت قدم رہنا (کیوں کہ وہ بہت بڑا امتحان ہوگا)۔ میں تمھارے سامنے اس کی وہ علامات بیان کر دیتا ہوں، جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کیں۔ وہ دجال سب سے پہلے تو یہ دعویٰ کرے گا:

''میں نبی ہوں۔''

حال آں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، پھر وہ یہ دعویٰ کرے گا کہ میں رب ہوں، مگر اسے دیکھنے والے کو پہلی نظر ہی میں تین نشانیاں ایسی نظر آجائیں گی جس کی وجہ سے وہ اس کو جھٹلا سکے گا۔

ایک تو یہ کہ وہ نظر آرہا ہوگا، حال آں کہ تم اپنے رب کو مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتے، لہٰذا اس کا نظر آنا ہی اس بات کی دلیل ہوگی کہ وہ خدا نہیں ہے۔

دوسرا یہ کہ وہ کانا (جس کی ایک آنکھ خراب ہو) ہوگا، حال آں کہ تمھارا رب

Marfat.com

کانا نہیں ہے۔

تیسری نشانی یہ کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ ''کافر'' لکھا ہوگا، جو ہر مومن پڑھ لے گا، خواہ وہ پڑھنا لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔[1]

دجال قیامت کے قریب نکلے گا۔ یہ دراصل مسلمانوں کے لیے ایک بہت بڑی آزمائش ہوگی۔ اس کے ساتھ شیطانی قوتیں ہوں گی۔ احادیث مبارکہ میں دجال کے فتنے کی تفصیلات کثرت سے آئی ہیں۔ حضور ﷺ نے اس فتنے سے بڑی تفصیل کے ساتھ آگاہ فرمایا ہے۔ معراج کی طرح ایک مرتبہ خواب میں بھی حضور ﷺ کو دجال دکھایا گیا۔ آپ ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ کعبے کا طواف کر رہے ہیں۔ اس دوران میں آپ کو دجال دکھایا گیا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''اس کا جسم بھاری بھر کم اور رنگ سرخ تھا۔ بال گھنگھریالے تھے اور وہ ایک آنکھ سے اندھا تھا۔ اس کی آنکھ لٹکے ہوئے انگور کے دانے جیسی تھی۔[2]

---

[1] السنن لابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ الدجال وخروج عیسی بن مریم علیہ السلام وخروج یأجوج ومأجوج۔ الرقم: ۴۰۷۷

[2] الصحیح للبخاری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال۔ الرقم: ۷۱۲۸

Marfat.com

آسمانوں سے واپسی

جب حضور ﷺ معراج سے واپس آتے ہوئے دنیا کے آسمان پر پہنچے (یعنی سب سے پہلا آسمان، جو ہمیں نظر آتا ہے، کیوں کہ ویسے تو آسمان سات ہیں، لیکن ہمیں ایک ہی نظر آتا ہے) تو آپ ﷺ نے آسمان دنیا سے نیچے دیکھا تو آپ کو زبردست گرد اور دھواں نظر آیا۔

''جبرئیل! یہ کیا ہے؟'' آپ ﷺ نے پوچھا۔

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام بولے:

''یہ شیاطین ہیں، جو انسانوں کی نظروں میں دھول جھونکتے رہتے ہیں، تا کہ وہ آسمانوں کی بلندیوں پر غور وفکر نہ کر سکیں (یعنی یہ شیاطین فضا میں گرد وغبار اور دھواں کیے رکھتے ہیں، تا کہ انسان آسمانوں کی بلندیوں کو صحیح طرح دیکھ کر غور وفکر نہ کر سکے)، اس لیے انسان آسمانوں پر غور نہیں کر پاتا۔ اگر (شیاطین کی کھڑی کی گئیں) یہ رکاوٹیں نہ ہوتیں تو انسان قدرت کے عجائبات کو دیکھ سکتا اور ان پر غور و فکر کر کے ان کی حقیقت کو پا سکتا اور اسے اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین اور مکمل

Marfat.com

ایمان حاصل ہو جاتا۔ پھر آپ ﷺ آسمان سے واپس بیت المقدس میں اُترے، براق وہیں بندھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ براق پر سوار ہو کر واپس مکے کی جانب روانہ ہو گئے۔ [1]

معراج کی رات حضور ﷺ اُم ہانی کے گھر میں سوئے ہوئے تھے۔ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام آپ کو لینے کے لیے وہیں تشریف لائے۔ رات کو اُم ہانی کی آنکھ کھلی تو انھوں نے دیکھا کہ آپ گھر میں موجود نہیں ہیں۔ آپ کے یوں اچانک غائب ہو جانے سے وہ بے حد پریشان ہوئیں، اس پریشانی کی وجہ سے وہ رات بھر سو نہ سکیں۔ ان کو یہی دھڑکا لگا رہا کہ کہیں آپ کسی قریشی کے ہاتھ نہ لگ گئے ہوں، یعنی اس نے آپ کو قید نہ کر لیا ہو، کیوں کہ ان دنوں قریش کی طرف سے آپ کی مخالفت حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔

آپ کی گم شدگی پر آپ کے خاندان کے لوگ پریشان ہو گئے اور تمام بنی عبدالمطلب آپ کی تلاش میں چاروں طرف نکل پڑے۔

حضور ﷺ ذی طویٰ کے مقام پر براق سے اترے۔ وہاں آپ کو اپنے چچا عباس بن مطلب کی آواز سنائی دی۔ وہ آپ کو ڈھونڈتے ہوئے پکار رہے تھے:

"اے محمد! اے محمد! اے محمد!"

آپ ﷺ نے فوراً جواب دیا:

---

[1] تفسیر ابن کثیر، سورۂ اسراء

Marfat.com

''لبیک! لبیک! (میں آگیا! میں آگیا!)''

آپ ﷺ اپنے چچا کے سامنے آگئے۔

''آپ کہاں تھے؟ آپ نے پوری قوم کو پریشان کر دیا ہے۔'' عباس بن مطلب نے پوچھا۔

آپ نے فرمایا:

''میں بیت المقدس گیا تھا!''

''اسی رات میں؟'' عباس بن مطلب نے حیرت سے پوچھا۔

''جی ہاں!'' آپ ﷺ نے جواب دیا۔

آپ ﷺ کے معراج پر جانے اور آنے میں صرف ایک لمحہ لگا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے ایک لمبے وقت کو ایک لمحے میں سمیٹ دیا یا یوں کہہ لیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اس ایک لمحے کو پھیلا دیا۔ اور آپ ایک لمحے ہی میں بیت المقدس تک کا اور پھر وہاں سے آسمانوں تک کا سفر کر آئے۔ [1]

آپ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپ ﷺ اُمِّ ہانی کے گھر تشریف لائے اور ان سے فرمایا:

''اُم ہانی! تمھیں پتا ہے نا! رات میں نے تمھارے ساتھ عشا کی نماز پڑھی تھی۔ اس کے بعد میں بیت المقدس گیا اور وہاں نماز پڑھی (یہاں فجر اور عشا

---

[1] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

سے مراد وہ دو رکعتیں ہیں، جو آپ ﷺ معراج سے پہلے بھی صبح وشام، یعنی ان دونوں نمازوں کے اوقات میں پڑھا کرتے تھے۔ فجر، عشا اور بقیہ تمام نمازیں اس وقت تک فرض نہیں ہوئی تھیں۔ یہ معراج کی رات ہی فرض ہوئیں) اور اب جیسا کہ تم دیکھ رہی ہو، میں نے صبح کی نماز یہیں تمھارے ساتھ پڑھی ہے۔"

ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کی یہ بات سن کر بے حد حیران ہوئیں، کیوں کہ رات کو حضور ﷺ عشا کی نماز پڑھنے کے بعد سو گئے تھے، پھر صبح فجر کی نماز سے قبل حضور ﷺ نے خود ان کو جگایا تھا، یعنی بظاہر لگ نہیں رہا تھا کہ آپ بیت المقدس گئے ہوں، کیوں کہ بیت المقدس مکہ سے میلوں دور ہے۔ مسجد اقصیٰ کو "اقصیٰ" کہتے ہی اس لیے ہیں کہ وہ مکے سے بے حد دور تھی، کیوں کہ اقصیٰ کے معنی بہت دور ہونے کے ہیں۔ اس زمانے میں چوں کہ اونٹوں پر سفر ہوتا تھا تو چالیس دن لگتے تھے مسجد اقصیٰ پہنچنے میں۔ اس لیے ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بے حد حیرت ہوئی تھی، لیکن چوں کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ نے کہی تھی اس لیے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

"ام ہانی! میں چاہتا ہوں کہ میں قریش کے پاس جاؤں اور سارا واقعہ ان کو سناؤں۔"

آپ ﷺ کی یہ بات سن کر ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی چادر پکڑ لی اور التجا کی:

Marfat.com

''بھائی! میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتی ہوں، آپ قریش سے اس واقعے کا بالکل بھی ذکر مت کریں، مجھے ڈر ہے کہ جو لوگ آپ کو نبی مان چکے ہیں وہ بھی آپ کو جھوٹا سمجھنے لگیں گے، میں اللہ کا نام لے کر آپ سے کہتی ہوں کہ آپ اپنی بات بتانے ایک ایسی قوم کی طرف جا رہے ہیں جو آپ کو جھٹلائے گی اور آپ کی بات نہیں مانے گی۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ کامیاب نہ ہو جائیں۔''

یعنی قریش مکہ تو پہلے ہی کسی نہ کسی طرح آپ کو جھوٹا ثابت کرنا چاہتے ہیں، یوں تو ان کو گویا بہانہ مل جائے گا۔

''نہیں! میں قریش سے اس کا ذکر ضرور کروں گا۔'' ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بات سن کر آپ ﷺ نے اپنی چادر کو جھٹکا دیا۔ چادر ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ آپ ﷺ نے چادر کو اپنے پیٹ تک کھینچ لیا، ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں:

''میری نظر آپ ﷺ کے پیٹ کی سلوٹوں پر پڑی۔ وہ یوں محسوس ہوتی تھیں جیسے کاغذ کی تہیں ہوں، آپ کے دل کے پاس سے ایک ایسا نور پھوٹ رہا تھا، جس سے بصری تک سب کچھ جگمگا اٹھا۔ میں یہ منظر دیکھ کر سجدے میں گر گئی، کچھ دیر بعد میں نے سجدے سے سر اٹھایا تو آپ ﷺ جا چکے تھے۔''[1]

آپ ﷺ قریش کے پاس جانے کے لیے ام ہانی کے گھر سے نکلے، ام ہانی سے رہا نہ گیا۔ انھوں نے اپنی ایک حبشی باندی کو آپ ﷺ کے پیچھے بھیجا،

[1] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

تا کہ وہ آ کر بتا سکے کہ کیا ہوا۔

ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فوراً اپنی حبشی باندی کو کہا:

''ان کے پیچھے پیچھے جاؤ اور دیکھو وہ کیا کہتے ہیں۔''

آپ ﷺ بہت خوش تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج جیسی بڑی نعمت سے نوازا تھا۔ آپ ﷺ راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کو آسمانوں سے بھی اوپر بلندیوں تک لے جایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا خصوصی قرب نصیب ہوا۔ اس رات آپ نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ جیتی جاگتی آنکھوں سے کیا۔ آپ ﷺ کا دل چاہ رہا تھا کہ خدا کی جس عظمت اور بڑائی کا آپ ﷺ نے خود مشاہدہ فرمایا، وہ قریش کے لوگوں کو بھی بتائیں، لیکن آپ ﷺ یہ بھی جانتے تھے کہ قریش کو جب ان باتوں کا علم ہوگا تو وہ جھٹلائیں گے، اس لیے آپ ﷺ کعبے میں اداس بیٹھ گئے۔ جب کعبے میں بیٹھے دوسرے لوگوں نے دیکھا کہ محمد بن عبداللہ (ﷺ) خاموش بیٹھے ہیں تو وہ آپ ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں ابوجہل اور مطعم بن عدی بھی تھے۔

''کیا ہوا محمد! کیا کوئی نئی بات سوجھی ہے؟'' ابوجہل نے مذاق اُڑانے کے انداز میں کہا۔

آپ ﷺ نے جواب دیا:

''ہاں، رات میں سفر پر گیا تھا۔''

Marfat.com

''کہاں؟'' ابوجہل نے چونک کر پوچھا۔

''بیت المقدس۔'' آپ ﷺ نے جواب دیا۔

''اور پھر صبح تک واپس بھی آ گئے؟'' ابوجہل نے پوچھا۔

''ہاں۔''

ابوجہل نے آپ ﷺ کی اس بات کا مذاق اُڑانا چاہا، لیکن پھر اس نے سوچا کہ اگر میں نے اس بات کو جھٹلا کر دوسروں کو بلایا تو کہیں یہ اپنی بات سے انکار ہی نہ کر دیں، اس لیے اس نے کہا:

''کیوں نہ میں دوسرے لوگوں کو بھی بلا لوں، آپ سب کے سامنے یہ بات بتا دینا۔''

''ہاں، ٹھیک ہے۔'' آپ ﷺ نے کہا۔

''اے کعب بن لوی کی اولاد!'' ابوجہل نے قریش کے لوگوں کو پکارا۔

اس کی بات سن کر سب لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ جب وہ آ گئے تو ابوجہل نے حضور ﷺ سے کہا:

''جو کچھ آپ نے مجھ سے کہا ہے، وہ آپ ان کو بھی بتائیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''رات میں ایک جانور کی پشت پر بیٹھ کر مسجد اقصیٰ تک گیا۔ اس جانور کا نام براق تھا۔ وہاں نبیوں کی ایک جماعت میرے سامنے لائی گئی۔ ان انبیا میں

Marfat.com

ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ بھی تھے۔ میں نے ان لوگوں کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی اور باتیں کیں۔“

آپ ﷺ کی یہ بات سن کر اکثر لوگ ایک دم زور زور سے ہنسنے لگے۔ ابو جہل نے مذاق کرنے کے انداز میں پوچھا:

”کیا گزشتہ نبیوں کو تمھارے سامنے لایا گیا؟ ان کی شکل بتاؤ؟“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”عیسیٰ (علیہ الصلاۃ والسلام) تو درمیانے قد کے تھے۔ ان کا سینہ چوڑا، رنگ سرخ و سفید اور بال بھورے تھے۔ ان کی ڈاڑھی سے نور کے موتی برس رہے تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ کسی حمام سے نکل کر آئے ہوں۔“

جب کہ موسیٰ (علیہ الصلاۃ والسلام) بھاری جسامت والے اور قد آور تھے۔ ان کا رنگ گندمی تھا۔ وہ اس قدر قد آور تھے کہ دیکھنے میں قوم شنوء کے آدمی معلوم ہوتے تھے۔“

قوم شنوء یمن کے باشندے تھے، ان میں سے ہر ایک کا قد بے حد لمبا تھا اور یہ لوگ اپنے لمبے قد کی وجہ سے مشہور تھے۔

اور خدا کی قسم! ابراہیم (علیہ الصلاۃ والسلام) صورت و سیرت کے لحاظ سے دنیا میں مجھ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔[1]

---

[1] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

آپ ﷺ کی یہ باتیں سن کر لوگ دنگ رہ گئے۔ وہ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے:

''کیا یہ سچ ہے؟ کہیں یہ جھوٹ تو نہیں، شاید یہ پاگل پن ہے۔''

کیوں کہ بظاہر ایسا ہونا ناممکن تھا۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنھوں نے آپ ﷺ کی باتوں کو کافی اہمیت دی، بعض لوگ حیران و ششدر رہ گئے۔ کچھ لوگ شک و شبہے میں پڑ گئے اور کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنھوں نے پُرزور انداز میں اس کو جھٹلایا اور آپ ﷺ کا مذاق اڑایا۔ اسی وقت کچھ لوگ آپ ﷺ کے سب سے قریبی دوست حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور ان سے کہا:

''ابو بکر! کیا تمھیں اپنے دوست محمد کا بھی کچھ پتا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ رات کو وہ بیت المقدس گیا تھا''

''کیا یہ بات انھوں نے ہی کہی ہے؟'' حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا۔

☆......☆......☆

Marfat.com

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں!

''جی ہاں۔'' لوگوں نے کہا۔

''اگر انھوں نے یہ بات کہی تو پھر یہ بالکل سچ ہے۔'' حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

''اچھا! کیا تمھیں اس بات پر یقین آ گیا ہے کہ رات تمھارا دوست بیت المقدس گیا تھا اور صبح ہونے سے پہلے واپس آ گیا؟'' لوگوں نے حیرت سے کہا۔

اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''ہاں، میں تو اس وقت بھی ان کی تصدیق کرتا ہوں جب وہ اس سے بھی آگے کی بات کہتے ہیں کہ ان کے پاس ایک پل میں آسمان سے زمین پر خبر آ جاتی ہے، کیا یہ پل بھر میں خبر آ جانے والی بات اس سے بھی زیادہ تعجب کی نہیں، جس بات پر تمھیں حیرت ہو رہی ہے؟''

پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبے میں آپ ﷺ کے پاس آئے۔ اس وقت مطعم بن عدی حضور ﷺ سے کہہ رہا تھا:

Marfat.com

''محمد! اس سے پہلے ہم تمھاری باتوں کو معمولی خیال کرتے تھے، لیکن آج تم نے جو بات کی ہے اس سے ثابت ہوگیا ہے کہ تم جھوٹے اور دیوانے ہو۔ بیت المقدس جاتے ہوئے پہاڑیوں کی چڑھائیاں چڑھتے اور اترتے ہمارے اونٹوں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے۔ ایک مہینے میں ہم وہاں پہنچتے ہیں اور ایک مہینا ہی واپس آنے میں لگتا ہے اور تم یہ کہتے ہو کہ ایک رات میں تم وہاں چلے بھی گئے اور واپس بھی آ گئے۔ لات و عزیٰ کی قسم! ہم کبھی بھی اس بات پر یقین نہیں کر سکتے۔''

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً بولے:

''اے مطعم! تو نے اپنے بھتیجے سے بہت بری بات کی۔ تجھے ان کے ساتھ اتنے برے طریقے سے پیش نہیں آنا چاہیے تھا۔ تو نے انھیں جھوٹا کہا، حال آں کہ سب جانتے ہیں کہ محمد ﷺ جھوٹ نہیں بولتے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سچے ہیں۔''

''اچھا محمد! ہمیں یہ بتاؤ کہ بیت المقدس کیسا ہے؟'' مطعم بن عدی نے پوچھا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھ گئے کہ مطعم حضور ﷺ کو پریشان کرنا چاہتا ہے، چناں چہ انھوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی:

''اے اللہ کے رسول! آپ بتائیے کہ بیت المقدس کیسا ہے؟ میں وہاں جا چکا ہوں۔''

Marfat.com

ان کی اس درخواست کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کے سامنے آپ ﷺ کی سچائی ظاہر ہو جائے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

''میں تو رات کے وقت بیت المقدس پہنچا تھا اور رات ہی میں واپس آ گیا تھا۔'' آپ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ آپ چوں کہ رات کے وقت بیت المقدس گئے تھے، اس لیے پوری طرح مسجد کو نہیں دیکھ سکے تھے۔ آپ نے ابھی اتنا ہی فرمایا تھا کہ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور انھوں نے بیت المقدس آپ ﷺ کے سامنے کر دیا۔ آپ مسجد اقصیٰ کو دیکھتے رہے اور لوگوں کو بتاتے رہے۔ آپ ﷺ نے بیت المقدس کے ایک ایک کونے کی تفصیلات بتائیں، حال آں کہ آپ ﷺ معراج کی رات سے پہلے وہاں نہیں گئے تھے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''جب قریش نے مجھ سے ایک ایک چیز کی تفصیلات پوچھنا شروع کیں تو میں پریشان ہو گیا، کیوں کہ جن چیزوں کے بارے میں وہ پوچھ رہے تھے میں ان کو دیکھ نہیں سکا تھا، میں بے حد پریشان ہو گیا، میں اٹھ کر حجر اسود کے پاس آ گیا، اسی وقت اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا۔ ان کے پروں پر مسجد اقصیٰ کو میرے سامنے کر دیا۔[1]

---

[1] السيرة الحلبية، باب ذكر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

جب حضور ﷺ مسجد اقصیٰ کی نشانیاں بتا رہے تھے تو آپ ﷺ کی ہر بات پر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہتے جا رہے تھے:

''آپ نے سچ فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔''

آپ ﷺ نے اپنی بات مکمل کر لی تو فرمایا:

''اے ابو بکر! تم صدیق ہو۔'' یوں اس موقع پر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق کا لقب ملا۔ [1]

آپ ﷺ نے بیت المقدس کی مخصوص جگہیں اور علامتیں بتائیں۔ تمام لوگ خاموشی سے آپ ﷺ کی تفصیلی گفتگو سن رہے تھے اور حیران ہو رہے تھے، کیوں کہ آپ ﷺ کی بتائی ہوئی تمام نشانیاں درست تھیں۔ سیرت حلبیہ میں لکھا ہے کہ آپ کو بیت المقدس کی طرف معراج کروائی ہی اسی لیے تھی کہ مسجد اقصیٰ اور اس کا راستہ قریش کا دیکھا بھالا تھا اور وہ یہ بھی جانتے تھے کی آپ ﷺ کبھی بھی بیت المقدس نہیں گئے۔ تمام نشانیاں سُن کر اب ان کے پاس آپ کی تصدیق کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا، مگر ابھی آپ کی گفتگو ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ ان کے دماغوں میں وہی ضد اور غرور لوٹ آیا، چناں چہ انھوں نے گردنیں ہلاتے ہوئے کہا:

---

[1] السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

''بیت المقدس کی علامتیں اور سب باتیں ضرور تمھیں کسی نے بتائی ہوں گی۔ ہمارے سامنے تو کوئی ایسی دلیل بیان کرو جس سے ہمیں یقین ہو جائے۔ کوئی نشانی، جو راستے میں آپ نے دیکھی ہو، کوئی ایسی علامت جو آپ کی بات کی دلیل بن سکے۔''

اس پر آپ ﷺ نے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک راستے میں جو چیزیں دیکھیں تھیں، جن مناظر کا مشاہدہ کیا تھا، بتانا شروع کیے۔ آپ ﷺ نے ان دیہات کا بھی ذکر فرمایا، جن کے قریب سے آپ ﷺ گزرے تھے، پھر آپ نے ان قافلوں کا بتایا، جو آپ نے راستے میں دیکھے تھے اور چند دن تک مکے پہنچنے والے تھے۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ ان قافلوں کے پاس کس قسم کا سامان ہے اور ان کے پاس موجود سواری کے جانور بھی بتا دیے اور فرمایا:

''بیت المقدس جاتے ہوئے میرا گزر تمھارے فلاں قبیلے کے قافلے کے پاس سے ہوا تھا۔ براق کی بو پا کر ان کا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا۔ میں نے اس اونٹ کی نشان دہی کی تو انھوں نے دوبارہ پکڑ لیا۔ واپس آتے ہوئے بھی میں فلاں قبیلے کے قافلے کے پاس سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ سب قافلے والے سوئے ہوئے تھے۔ وہاں پانی کا ایک برتن ڈھکا ہوا تھا۔ میں نے اس برتن کا پانی پی لیا اور اس برتن کو پھر سے ڈھک دیا۔ (عرب میں پانی مالک کی اجازت کے بغیر لے لینا مسافر کے لیے جائز سمجھا جاتا تھا اور یوں پانی پی لینا ان کے

Marfat.com

نزدیک کوئی معیوب بات نہیں تھی)۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

''وہ قافلہ ابھی تنعیم کی گھاٹی سے ظاہر ہونے والا ہے۔ قافلے میں سب سے آگے ایک مٹیالے رنگ کا اونٹ ہے۔ اس پر دو بوریاں لدی ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک بوری کا رنگ سیاہ ہے، جب کہ دوسری سفید ہے۔'' [1]

آپ ﷺ کی یہ باتیں سن کر مشرکین بولے:

''ہم تمھاری باتوں کا اس وقت تک یقین نہیں کر سکتے، جب تک کہ ہم خود قافلے والوں سے جا کر نہ پوچھ لیں اور جن علامتوں کا تم نے ذکر کیا ہے وہ ہم خود نہ دیکھ لیں، اس سے پہلے ہم تمھاری کوئی بات نہیں مانیں گے۔''

یہ کہہ کر سب لوگ جلدی جلدی تنعیم کی گھاٹی کی طرف بڑھے تو دیکھا کہ واقعی وہ قافلہ آرہا تھا، جس کا ذکر حضور ﷺ نے کیا تھا۔ قافلے کے آگے مٹیالے رنگ کا اونٹ تھا، اس پر سیاہ اور سفید بوریاں بھی لدی ہوئی تھیں۔ لوگوں نے قافلے والوں سے پوچھا:

''کیا راستے میں تم لوگوں نے کسی برتن میں پانی رکھا تھا؟''

انھوں نے کہا:

''ہاں، ہم نے ایک برتن میں پانی ڈھانک کر رکھا تھا، لیکن بعد میں دیکھا تو

---

[1] سیرت ابن هشام، ذکر الهجرة الأولى إلى أرض الحبشة، باب: أبو لهب يفرق الناس من حوله ﷺ

Marfat.com

اس میں پانی نہیں تھا، جب کہ برتن اسی طرح ڈھکا ہوا تھا۔‘‘

’’کیا تمھارا کوئی اونٹ بدک کر بھاگ گیا تھا؟‘‘ لوگوں نے دوسرا سوال کیا تو قافلے والوں نے بتایا:

’’ہاں، ہمارا ایک اونٹ بدک کر بھاگ گیا تھا، پھر ہم نے ایک آدمی کی آواز سنی، جو ہمیں بلا رہا تھا اور کہہ رہا تھا:

’’تمھارا اونٹ یہاں ہے۔‘‘

آواز سن کر ہم نے دیکھا تو اونٹ واقعی اس کی بتائی ہوئی جگہ پر تھا۔

ولید بن مغیرہ نے یہ سن کر کہا:

’’یہ جادو ہے۔‘‘

لوگوں نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی:

’’ولید سچ کہتا ہے۔‘‘ [1]

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’فلاں تجارتی قافلہ، جو کہ شام سے آ رہا ہے، وہ بدھ کی شام تک مکے پہنچ جائے گا۔‘‘

جب بدھ کا دن آیا تو قریش کے لوگ گھروں سے نکل کر قافلے کا انتظار کرنے لگے، لیکن قافلہ نہ آیا۔ آخر دن ڈھلنے لگا، لیکن قافلہ نہ آیا، یہاں تک کہ سورج

---

[1] تفسیر ابن کثیر، سورۂ اسراء

Marfat.com

غروب ہونے کے قریب پہنچ گیا۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

''اے باری تعالیٰ! آپ سورج کو کچھ دیر کے لیے روک دیں۔''

اللہ تعالیٰ نے سورج کو کچھ دیر کے لیے روک دیا، یہاں تک کہ قافلہ آپ ﷺ کی بتائی ہوئی خبر کے مطابق اسی روز شام کو مکہ پہنچ گیا۔ [1]

آپ ﷺ کی بتائی ہوئی تمام نشانیوں کی تصدیق ہوتے دیکھ کر بھی مشرکوں نے آپ ﷺ کی بات کو سچا نہ مانا۔ ان کو تو گویا حضور ﷺ کا مذاق اڑانے کا ایک اور بہانہ مل گیا۔ اس واقعے کے بعد سچے اور کچے مسلمانوں کا فیصلہ بھی ہو گیا۔ جو لوگ سچے مسلمان تھے وہ اس واقعے سے بے حد خوش ہوئے۔ ان کا ایمان اور بھی مضبوط ہو گیا، جب کہ وہ لوگ جن کے دلوں میں اسلام نے گھر نہیں کیا تھا، ان کا ایمان چوں کہ مضبوط نہیں تھا اس لیے وہ مرتد ہو کر اسلام سے خارج ہو گئے اور ایمان کی کم زوری کی وجہ سے اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

سنہ ۷ ہجری میں حضور ﷺ نے مختلف بادشاہوں کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے خطوط لکھے، ان میں سے ایک خط آپ ﷺ نے روم کے بادشاہ ہرقل کے نام بھی لکھا، شام پر بھی اسی کی حکومت تھی۔ ہرقل شام آیا ہوا تھا کہ آپ ﷺ کے پیارے صحابی حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور ﷺ کا خط لے کر شام پہنچے اور بصریٰ کے گورنر کو وہ خط دے دیا۔ اس گورنر نے وہ خط ہرقل تک پہنچا دیا۔

---

[1] سیرت مصطفی، از ادریس کاندھلوی

Marfat.com

خط کی عبارت آپ ﷺ نے کچھ یوں لکھوائی تھی:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد کی جانب سے ہرقل عظیم روم کے نام!

سلامتی ہو اس شخص پر جس نے ہدایت قبول کی۔ حمد وسلام کے بعد میں تمھیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام قبول کرلو گے تو تم محفوظ ہو جاؤ گے اور تمھیں دُھرا اجر ملے گا اور اگر تم نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا تو جتنے لوگ تمھارے ماتحت ہیں، ان سب کا گناہ تم پر ہوگا۔

اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمھارے درمیان مشترک ہے کہ ہم ایک اللہ کے سوا کسی کی بھی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کریں اور ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا رب نہ بنائے اور اگر تم اس بات کو قبول نہیں کرتے تو تم اس بات کے گواہ ہو جاؤ کہ ہم تو مسلمان ہیں۔"

اتفاقاً اس وقت قریش مکہ کا ایک قافلہ بھی تجارت کے لیے شام آیا ہوا تھا۔ ہرقل نے اپنے دربانوں سے کہا:

"عرب کے جو لوگ ہمارے ملک میں آئے ہوئے ہیں، انھیں بلاؤ، تاکہ میں ان سے ان صاحب کے بارے میں پوچھ سکوں، جنھوں نے مجھے خط لکھا ہے۔"

چناں چہ قریش کے لوگ ہرقل کے دربار میں حاضر کیے گئے، ان میں ابو

Marfat.com

سفیان بھی تھے، جو کہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ یہ صلح حدیبیہ کا زمانہ تھا، مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے درمیان صلح کا معاہدہ ہو چکا تھا۔ چوں کہ ہرقل عربی نہیں جانتا تھا، اس لیے ترجمان کے ذریعے گفتگو شروع ہوئی۔

''تم میں سے اس شخص کے سب سے زیادہ قریب کون ہے، جو تمھارے ہاں مکے میں ہے اور خود کو اللہ کا نبی کہتا ہے؟'' ہرقل نے پوچھا۔

یہ سن کر ابوسفیان آگے بڑھے اور بولے:

''میں ان کے سب سے زیادہ قریب ہوں۔''

اس پر ہرقل نے ابوسفیان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حکم دیا:

''ان صاحب کو میرے قریب کر دو اور ان کے ساتھیوں کو بھی قریب کر کے ان کے پیچھے بیٹھا دو۔''

پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا:

''ان کے ساتھیوں سے کہہ دو کہ میں ان سے محمد کے بارے میں کچھ سوالات کروں گا، اگر یہ جھوٹ بولیں تو تم بتا دینا۔''

''دیکھو، میں تم سے کچھ سوالات کروں گا، تم ان کے بالکل صحیح جواب دینا۔'' ہرقل ابوسفیان کی طرف متوجہ ہوا۔

''ان کا نسب کیسا ہے؟'' ہرقل نے پوچھا۔

''وہ اونچے نسب والے ہیں۔'' ابوسفیان نے جواب دیا۔

Marfat.com

"کیا تمھارے ہاں محمد سے پہلے بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟"

"نہیں۔" ابوسفیان نے نفی کی۔

"کیا محمد کے آباؤ اجداد میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہے؟"

"نہیں۔"

"ابھی تک ان کی نبوت کی تصدیق تم میں سے اونچے طبقے نے کی ہے یا غریب اور کم زور لوگوں نے؟"

"ان کی پیروی کرنے والوں کی اکثریت غریب لوگوں کی ہے۔"

"ان کی پیروی کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے یا گھٹ رہے ہیں؟"

"مسلسل اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔"

"کیا اسلام قبول کرنے کے بعد کوئی شخص مرتد بھی ہوا ہے؟ یعنی کسی نے اسلام چھوڑا بھی ہے؟"

"نہیں۔"

"محمد نے کبھی جھوٹ بولا ہے؟"

"نہیں۔"

"کیا محمد بدعہدی کرتے ہیں؟"

"نہیں، لیکن......" ہرقل کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ابوسفیان ایک

Marfat.com

لمحے کے لیے رکا اور بولا:

''وہ بدعہدی کرتے تو نہیں ہیں، لیکن ہمارا ان کے ساتھ صلح کا معاہدہ ہوا ہے، معلوم نہیں وہ کیا کرتے ہیں، یعنی وہ اپنے عہد پر قائم رہتے بھی ہیں کہ نہیں۔''

ہرقل نے پھر پوچھا:

''کیا تم لوگوں کی ان سے کبھی جنگ ہوئی ہے؟''

''جی ہاں۔'' ابوسفیان نے جواب دیا۔

''تو پھر جنگ کا نتیجہ کیا رہا؟''

''جنگ میں کبھی وہ غالب آجاتے ہیں اور کبھی ہمیں فتح ہو جاتی ہے۔''

''وہ تمھیں کن باتوں کا حکم کرتے ہیں؟''

''ان کا کہنا ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو۔ اپنے باپ دادا کی باتوں کو چھوڑ دو۔ اس کے علاوہ وہ ہمیں سچائی، پرہیزگاری، پاک دامنی اور رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتے ہیں۔''

ابوسفیان چوں کہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، حضور ﷺ کے سخت مخالف تھے۔ ان کی کوشش تھی کہ ایسی بات کہہ دیں جس سے محمد ﷺ کی حیثیت گر جائے اور ہرقل نبوت کے دعوے میں حضور ﷺ کو سچا نہ سمجھ سکے، لیکن انھیں آپ ﷺ کے کردار میں کوئی ایسی بات نہ مل سکی، جسے وہ پیش

Marfat.com

کر سکیں، جھوٹ وہ بول نہیں سکتے تھے، چناں چہ بہت ہی سوچ بچار کے بعد ابو سفیان نے کہا:

''نبوت کے دعوے دار وہ صاحب کہتے ہیں: ''میں ایک رات میں مکے سے بیت المقدس آیا اور پھر اسی رات میں صبح ہونے سے پہلے مکے واپس پہنچ گیا۔''

ابوسفیان کا خیال تھا کہ یہ ایسی ناممکن بات ہے جس کی وجہ سے قیصر روم ضرور حضور ﷺ کے بارے میں بدگمان ہو جائے گا۔ ہرقل ابوسفیان کی بات سن کر سوچ میں گم تھا کہ عیسائیوں کا ایک پادری، جو کہ دربار میں بیٹھا ہوا تھا، اُٹھا اور بولا:

''ہاں، مجھے اس رات کا علم ہے جس رات وہ بیت المقدس تشریف لائے اور نماز پڑھی۔''

''تمھیں اس رات کا کیسے پتا ہے؟'' ہرقل نے حیرت سے پادری کی طرف دیکھا۔

''میں روزانہ مسجد اقصیٰ کا دروازہ بند کر کے سوتا ہوں، جس رات کا یہ ذکر کر رہے ہیں اس رات میں نے بیت المقدس کے تمام دروازے بند کر دیے، لیکن ایک دروازہ بند نہ کر سکا۔ اس وقت جو لوگ وہاں موجود تھے، میں نے ان کو مدد کے لیے پکارا اور ہم سب نے اس دروازے کو حرکت دے کر بند کرنے کی کوشش کی، لیکن ہم بند نہ کر سکے۔ جب ہم اس دروازے کو اس کی جگہ سے ہلانے کی کوشش کرتے تو یوں معلوم ہوتا جیسے ہم کسی پہاڑ کو اس کی جگہ سے ہلا رہے ہیں۔

Marfat.com

میرے ساتھیوں نے کہا:

''شاید اوپر کی دیوار کچھ نیچے بیٹھ گئی ہے، جس سے دروازہ دب گیا ہے اور کواڑ بند نہیں ہو رہا، اس لیے اسے یوں ہی چھوڑ دو، کل کسی بڑھئی کو بلا کر مرمت کروا لیں گے۔

یوں تھک کر میں دروازہ کھلا چھوڑ آیا۔ صبح جب میں مسجد میں آیا تو مسجد کے ایک گوشے میں پتھر کے اندر ایک سوراخ ہوا پڑا تھا اور ایک جانور کو باندھنے کے نشانات بھی تھے۔ یہ دیکھ کر میں سمجھ گیا، کیوں کہ میں نے اپنی قدیم مذہبی کتابوں میں پڑھا تھا کہ ایک نبی بیت المقدس سے آسمانوں کی طرف ہجرت کرے گا، چناں چہ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

''یہاں ضرور کوئی نبی آیا ہے، اس دروازے کو اسی لیے (اللہ کی طرف سے) کھلا رکھا گیا ہے۔ اس نبی نے آکر ہماری مسجد میں نماز پڑھی ہے۔''[1]

ابوسفیان کی باتیں سن کر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا:

''اس (ابوسفیان) سے کہو، میں نے تم سے محمد کے نسب کے بارے میں پوچھا تو تم نے بتایا کہ وہ اونچے نسب والے ہیں، بے شک انبیائے کرام اپنی قوم کے اونچے نسب میں بھیجے جاتے ہیں۔

میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم میں سے پہلے بھی کسی نے یہ دعویٰ کیا ہے؟ تو تم

---

[1] تفسیر ابن کثیر، سورۂ اسراء۔ السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

نے کہا کہ نہیں، اگر کسی اور نے بھی دعویٰ کیا ہوتا تو میں سمجھتا کہ شاید محمد بھی اسی کی نقالی کر رہے ہیں۔

میں نے پوچھا کہ کیا ان کے آباؤ اجداد میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہے تو تم نے کہا کہ نہیں، اگر ان کے آباؤ اجداد میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو میں سمجھتا کہ وہ اپنے آباء کی بادشاہت چاہتے ہیں۔

میں نے تم سے پوچھا کہ کیا انھوں نے کبھی جھوٹ بولا ہے؟ تو تم نے کہا کہ نہیں، میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ جس شخص نے کبھی تم سے جھوٹ نہ بولا ہو وہ اللہ پر جھوٹ کیسے بول سکتا ہے! (یعنی جھوٹا دعویٰ کرے کہ اللہ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے۔)

میں نے یہ پوچھا کہ ان کی پیروی کرنے والے لوگ کس طبقے سے تعلق رکھتے ہیں؟ تو تم نے کہا کہ ان کا پیروکار غریب طبقہ ہے۔ بے شک غریب اور پست طبقہ ہی انبیا کی پیروی کرتا ہے۔

میں نے تم سے پوچھا کہ ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کسی نے ان کا ساتھ چھوڑا ہے؟ تو تم نے انکار کیا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ ایمان کی حلاوت جب دلوں میں گھس جاتی ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

میں نے تم سے پوچھا کہ کیا وہ بدعہدی کرتے ہیں؟ تو تمھارا جواب نفی میں تھا، بے شک انبیا عہد کی پاس داری کرتے ہیں۔

Marfat.com

پھر شاہ روم ہرقل نے کہا:

''میں نے تم سے پوچھا کہ وہ کن باتوں کا حکم دیتے ہیں تو تم نے جو کچھ بتایا اگر وہ صحیح ہے تو جان لو، وہ بہت جلد میری بادشاہت کے مالک ہوں گے۔ میں یہ تو جانتا تھا کہ یہ آخری نبی کے آنے کا زمانہ ہے، لیکن یہ بات تو میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی کہ وہ عربوں میں ہوں گے۔ کاش! میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے پاؤں دھوتا۔''

پھر ہرقل نے اپنے محل کے دروازے بند کروادیے اور اعلان کروایا:

''اے رومیو! ہرقل نے اسلام قبول کرلیا۔''

اس کے اس اعلان کا علم جب روم کی عوام کو ہوا تو انسانوں کا ایک سمندر ہرقل کے محل پر حملے کے لیے چڑھ دوڑا۔ ہرقل کو اپنی بادشاہت خطرے میں پڑتی محسوس ہوئی، اس نے فوراً دوبارہ اعلان کروایا:

''رومیو! واپس چلے جاؤ، تمھارا بادشاہ تو صرف تمھیں آزمانا چاہتا تھا کہ تم اپنے آباؤاجداد کے دین پر کس حد تک قائم ہو۔''

ہرقل کے دربار سے باہر آنے کے بعد ابوسفیان نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

''محمد کا دین زور پکڑ رہا ہے۔ ان سے تو رومیوں کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے۔''

ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے:

---

1 الصحیح للبخاری، 1/7

Marfat.com

''ہرقل کے دربار والے واقعے کے بعد مجھے یقین ہو گیا تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا دین غالب آ کر رہے گا۔''

اپنی بادشاہت جانے کے خوف سے ہرقل نے اسلام قبول کرنے کا اعلان تو واپس لے لیا، لیکن آپ ﷺ کی طرف سے بھیجے گئے سفیر حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت سے تحفے دے کر رخصت کیا، لیکن یہ تحائف مدینے نہ پہنچ سکے، حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں تھے کہ ان کو قبیلہ جذام کے لوگوں نے لوٹ لیا۔ [1]

☆......☆......☆

---

[1] الرحیق المختوم، الکتاب الی قیصر الروم

Marfat.com

نماز کی ابتدا کیسے ہوئی؟

عفیف کندی ایک تاجر تھے۔ تجارت کے لیے اکثر مکے آتے رہتے تھے۔ عباس بن عبدالمطلب سے ان کے گہرے دوستانہ تعلقات تھے۔ وہ یمن سے عطر لا کر اکثر حج کے دنوں میں مکے میں فروخت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ حج کے دنوں میں آئے ہوئے تھے اور عباس بن مطلب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک نوجوان قریب کے خیمے سے نکلا اور سورج کو غور سے دیکھنے لگا۔ جب سورج مکمل غروب ہو گیا تو اس نے اچھی طرح وضو کیا اور نماز پڑھنے لگا، کچھ دیر بعد اسی خیمے سے ایک بچہ نکلا، بچہ بالغ ہونے کے قریب تھا، اس نے بھی وضو کیا اور نوجوان کے قریب کھڑے ہو کر نماز کی نیت باندھ لی، کچھ ہی دیر بعد اس خیمے سے ایک عورت نکلی، وہ بھی وضو کر کے ان دونوں کے پیچھے نماز کے لیے کھڑی ہو گئی۔ نوجوان نے رکوع کیا تو بچے اور عورت نے بھی اس کی پیروی کی اور رکوع کیا۔ پھر اس نوجوان نے سجدہ کیا تو یہ دونوں بھی سجدے میں چلے گئے۔ عفیف کندی حیرت سے اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔

Marfat.com

''اے عبدالمطلب کے بیٹے! یہ کیا ہو رہا ہے؟'' عفیف کندی نے سوالیہ نظروں سے عباس بن عبدالمطلب کی طرف دیکھا۔ عباس بن عبدالمطلب اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

''عجیب بات تو ہے۔ جانتے ہو یہ نوجوان کون ہے؟'' عباس نے ان سے پوچھا۔

''نہیں، میں نہیں جانتا۔'' عفیف کندی نے جواب دیا۔

''یہ میرے بھائی عبداللہ کا بیٹا محمد ہے۔ جانتے ہو اس کے ساتھ وہ لڑکا کون ہے؟''

''نہیں۔'' عفیف بولا۔

''یہ میرا بھتیجا علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔ اس عورت کو جانتے ہو، جو اِن دونوں کے پیچھے کھڑی ہے؟'' عفیف نے انکار کیا تو عباس بن عبدالمطلب بولے:

''یہ خدیجہ بنت خویلد ہے، محمد بن عبداللہ کی بیوی۔ محمد کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک مذہب دے کر دنیا میں بھیجا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا ہے:

''تمھارا رب وہ ہے جو آسمانوں کا رب ہے اور یہ جو کام کر رہے ہیں، اس کا حکم اسی رب نے ان کو دیا ہے اور خدا کی قسم! میں نہیں جانتا کہ اس روئے زمین پر ان تینوں کے علاوہ بھی کوئی اس مذہب پر ہو گا۔''

Marfat.com

یہ عفیف کندی بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد جب بھی یہ واقعہ بیان کرتے تو ایک سرد آہ بھر کر کہتے:

''کاش! ان تینوں کے ساتھ اس وقت چوتھا میں ہوتا۔'' ؎

یہ واقعہ حضور ﷺ کے معراج پر جانے سے پہلے کا ہے، کیوں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واقعہ معراج سے قبل ہی وفات پا گئی تھیں۔ آپ ﷺ معراج سے قبل بھی نماز پڑھا کرتے تھے، کیوں کہ نماز تو اسی وقت واجب ہو گئی تھی جب جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام آپ ﷺ کے پاس پہلی وحی لے کر آئے تھے۔ ہاں، ایک ترتیب اور مکمل طریقے کے ساتھ یہ پانچ نمازیں معراج کی رات میں عطا کی گئیں۔ اس سے قبل حضور ﷺ صبح و شام دو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ جب جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام پہلی وحی لے کر تشریف لائے اور آپ کو پڑھنے کا کہا تو پڑھنے کے بعد فرمایا:

''اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

''آپ جنوں اور انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس لیے آپ ان کو کلمہ لا الہ الا اللہ کی طرف بلائیے۔''

یہ کہنے کے بعد جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے زمین پر اپنا پاؤں مارا، جس جگہ پاؤں لگا وہیں سے چشمہ پھوٹ پڑا۔ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے اس چشمے سے وضو کیا۔

؎ تاریخ طبری ذکر الخبر عما کان من أمر نبی اللہ ﷺ عند ابتداء اللہ تعالی ذکرہ إیاہ بإکرامہ بإرسال جبریل علیہ الصلاۃ والسلام إلیہ بوحیہ.

Marfat.com

آپ ﷺ ان کو وضو کرتے ہوئے دیکھتے رہے۔ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے پہلے تین مرتبہ اپنے ہاتھ دھوئے، پھر کلی کی، پھر ناک میں پانی ڈالا، پھر منہ دھویا، پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے، سر کا مسح کیا اور دونوں پاؤں دھوئے۔ یہ سب کام انھوں نے تین تین مرتبہ کیے۔ وضو کا مکمل طریقہ حضور ﷺ کے سامنے عملی طور پر کر کے دکھانے کے بعد جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے آپ سے عرض کیا:

''آپ بھی وضو فرمائیے۔''

آپ ﷺ نے جس طرح ان کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا، ویسے ہی وضو فرمایا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام آپ کو پہلی وحی پڑھوا چکے تو آپ سے عرض کیا:

''آپ پہاڑ سے نیچے اتر آیئے۔''

آپ ﷺ ان کے ساتھ پہاڑ سے اتر کر نیچے میدانی جگہ پر آگئے۔ آپ فرماتے ہیں:

''جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھے ایک قالین پر بٹھایا اور زمین پر پاؤں مارا، فوراً اس جگہ پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا اور جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے اس سے وضو کیا۔[1]

اس کے بعد جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ صبح کی نماز

---

[1] السیرۃ الحلبیۃ جلد اول باب: ذکر وضوئہ وصلاتہ صلی اللہ علیہ وسلم أول البعثۃ

Marfat.com

تھی، جب کہ بعض کا قول ہے کہ شام کی نماز تھی۔

ابتدائے اسلام میں اللہ تعالیٰ نے دو رکعت نماز سورج طلوع ہونے سے پہلے اور دو رکعت نماز سورج غروب ہونے سے پہلے فرض فرمائی تھیں۔

آپ ﷺ صبح سویرے بیت اللہ کی طرف تشریف لے جاتے اور صبح کی نماز پڑھتے تھے۔آپ ﷺ کی نماز کو قریش کے لوگ ناپسند نہیں کرتے تھے۔ عصر کے وقت آپ اور آپ کے صحابہ کرام ایک ایک دو دو کر کے گھاٹیوں میں پھیل جایا کرتے تھے اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ [1]

ایک قول یہ بھی ہے:

"صرف رات کو بغیر کسی وقت کے تعین کے، نماز پڑھی جاتی تھی۔"

جس رات حضور ﷺ معراج کے سفر پر تشریف لے گئے اس کے دوسرے دن دوپہر کو جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔

معراج کی رات کے بعد والا دن کون سا تھا، اس کے بارے میں ابن وجیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"خدا نے چاہا تو وہ دن پیر کا رہا ہوگا، کیوں کہ اگر وہ دن بھی پیر کا ہوا تو پھر حضور ﷺ کی پیدائش، آپ کو نبوت ملنے، ہجرت کرنے اور معراج پر جانے کا دن ایک ہی ہو جائے گا، کیوں کہ آپ پیر کے دن پیدا ہوئے۔ پیر کے دن ہی

---

[1] السيرة الحلبية باب: ذكر وضوئه وصلاته صلى الله عليه وسلم أول البعثة

Marfat.com

آپ کو نبوت ملی اور جس دن آپ مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کے لیے نکلے وہ دن بھی پیر ہی کا تھا۔"

ایک قول جمعے کے دن کا بھی ہے کہ آپ شب جمعہ کو معراج پر تشریف لے گئے۔[1]

دوسرے دن جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لائے اور آپ ﷺ سے فرمایا:

"آپ اپنے صحابہ کو جمع فرمائیے۔"

آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نماز کے لیے جمع ہونے کا اعلان فرمایا۔ سب لوگ گھبرا کر دوڑ پڑے۔ نماز کے لیے اعلان کا شرعی طریقہ، یعنی اذان اس وقت تک نازل نہیں ہوا تھا۔ جب سب جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا:

"یہ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام تمھیں تمھارا دین سکھانے کے لیے آئے ہیں۔"[2]

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کا مقصد بھی نمازوں کے اوقات، نماز کا طریقہ اور اقسام بتانا تھا۔ اس وقت دو پہر کا وقت تھا، سورج ڈھلنے لگا تھا۔ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے نماز پڑھائی، حضور ﷺ نے جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کی اقتدا میں نماز ادا کی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔

یہ چوں کہ دو پہر کا وقت تھا اور عربی میں اس وقت کو، جب کہ سورج اپنی

---

[1] السيرة الحلبية، باب ذكر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

[2] السيرة الحلبية جلد اول باب: ذكر وضوئه وصلاته صلى الله عليه وسلم أول البعثة

Marfat.com

بلندی پوری کر کے زوال کی طرف ڈھلنا شروع کر دے، ''ظہیرہ'' کہتے ہیں، اس لیے اس نماز کا نام ''ظہر'' رکھا گیا۔ اس نماز میں چار رکعتیں پڑھائی گئیں اور تلاوت آہستہ آواز میں کی گئی۔ اس کے بعد جب سورج اتنا ڈھل گیا کہ ہر چیز کا سایہ اتنا ہی لمبا ہو گیا جتنی وہ چیز تھی تو جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے آپ کو عصر کی نماز پڑھائی اور اس میں بھی تلاوت کی آواز نہیں آئی۔

جب سورج غروب ہو گیا تو جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے آپ کو مغرب کی نماز پڑھائی۔ یہ تین رکعتوں والی نماز تھی۔ اس نماز کی پہلی دو رکعتوں میں آپ ﷺ نے قرآن مجید بلند آواز سے پڑھا، جب کہ تیسری رکعت میں بلند آواز سے نہیں پڑھا گیا۔

سورج غروب ہونے کے بعد آسمان کے کناروں پر ایک سرخی سی موجود رہتی ہے، جب وہ سرخی بھی غائب ہو گئی تو جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے عشا کی نماز پڑھائی۔

ان تمام نمازوں کے پڑھانے میں حضور ﷺ مقتدی بھی تھے اور امام بھی، کیوں کہ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام حضور ﷺ کی امامت کر رہے تھے، جب کہ حضور ﷺ صحابہ کرام کی امامت کر رہے تھے۔ پہلے دن جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے نمازوں کے ابتدائی اوقات میں تمام نمازیں پڑھائی تھیں، یعنی جب نمازوں کا وقت شروع ہوتا ہے۔

دوسرے دن جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام پھر تشریف لائے اور پانچوں نمازیں آخری

Marfat.com

وقت میں پڑھائیں، یعنی ہر نماز کا وہ وقت جب وقت ختم ہونے کے قریب تھا، تاکہ معلوم ہو جائے کہ نمازوں کے اوقات کہاں سے کہاں تک ہیں۔ دوسرے دن جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے نماز فجر آخری وقت میں پڑھائی، یعنی اس وقت جب سفیدی پھیل گئی۔ سفیدی سے مراد وہ روشنی جو سورج طلوع ہونے سے پہلے ہوتی ہے۔ نماز پڑھا کر جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور انھوں نے کہا:

''اے محمد! نماز کا آخری وقت آپ کا اور آپ سے پہلے نبیوں کی نمازوں کا وقت ہے، اسی طرح نماز کا اول وقت اور آخری وقت کے درمیان کا وقت نماز کا وقت ہے۔'' [1]

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کے اس فرمان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہی پانچ نمازیں ان ہی اوقات میں آپ سے پہلے آئے نبیوں میں سے ہر ایک پر بھی فرض تھیں، بل کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو نمازوں کے ابتدائی اور انتہائی اوقات بتلائے ہیں، اسی طرح آپ سے پہلے نبیوں کی عبادات بھی یوں ہی حد بندی کے ساتھ تھیں۔

یہ پانچ نمازیں ان کے مقررہ و متعین اوقات کے ساتھ صرف اسی امتِ محمدیہ کی خصوصیت ہے۔ اگرچہ پہلی امتوں میں ان میں سے چند نمازیں فرض تھیں، مگر یہ پانچوں نمازیں ان اوقات کے ساتھ اس سے پہلے کسی امت میں نہیں تھیں۔

---

[1] السیرۃ الحلبیۃ، جلد اول باب: ذکر وضوئه وصلاته صلى الله عليه وسلم أول البعثة

Marfat.com

پانچ نمازوں کی حکمت علمائے کرام نے یہ لکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر پانچ حسّیں رکھی ہیں۔ سونگھنے کی حس، چھونے کی حس، دیکھنے کی حس، چھکنے کی حس اور سننے کی حس۔

ان کو ''حواسِ خمسہ'' بھی کہا جاتا ہے۔ انسان انھیں پانچ حواس کے ذریعے ہی گناہ کرتا ہے، اس لیے نمازیں بھی پانچ رکھی گئیں کہ ان حواس خمسہ سے انسان سے دن اور رات میں جو گناہ ہوں، وہ ان پانچ نمازوں کے ذریعے دُھل جائیں۔ آپ ﷺ نے بھی اپنے ایک ارشاد میں اسی طرف ارشاد فرمایا ہے۔

آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا:

''اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے ساتھ ایک نہر بہہ رہی ہو۔ وہ دن اور رات میں پانچ مرتبہ اس نہر میں نہائے تو کیا اس کے جسم پر میل کچیل باقی رہ سکتا ہے؟''

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول! بالکل بھی نہیں!''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''یہ پانچ نمازیں بھی اسی (نہر) کی طرح ہیں کہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرماتے ہیں۔''

نماز کی صورتیں دو، تین اور چار کی صورت میں مختلف رکھی گئیں، تاکہ فرشتوں

Marfat.com

کے پروں سے مشابہت ہو جائے، گویا اللہ تعالیٰ نے نمازوں کو مسلمانوں کے لیے فرشتوں کے پروں کی مانند بنا دیا ہے، جس کے ذریعے انسان اللہ تعالیٰ کی طرف پرواز کرتا ہے۔

(مختلف فرشتے مختلف پروں کی طاقت سے اڑتے ہیں۔ انسان ان تمام پروں کی طاقت ایک ہی وقت میں حاصل کر لیتا ہے)۔

یہ نمازیں بیت اللہ کے قریب پڑھی گئیں، لیکن نمازیں پڑھتے وقت آپ ﷺ کا رُخ بیت المقدس کی طرف بھی ہوتا تھا، یعنی اس کے مقدس پتھر کی طرف، اسی لیے اسے "قبلہ اول" کہا جاتا ہے۔

آپ ﷺ جب بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے تھے تو آپ اپنے اور بیت المقدس کے درمیان بیت اللہ کو کر لیتے تھے، یعنی ایسی جگہ کھڑے ہو کر بیت المقدس کی طرف رخ کرتے تھے کہ کعبہ آپ کے سامنے رہے۔ وہ جگہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان کی تھی۔ کبھی کبھی آپ بیت المقدس کی طرف یوں بھی سجدہ کرتے تھے کہ بیت اللہ آپ کی کمر کے پیچھے آ جاتا تھا، لیکن ایسا بعض اوقات ہوتا تھا، ورنہ اکثر آپ کا معمول یہی تھا کہ آپ کعبے کو سامنے رکھتے تھے۔ [1]

اور ایسا آپ بیت اللہ کے ادب اور احترام کی وجہ سے کرتے تھے، آپ کا یہ

---

[1] السیرۃ الحلبیۃ، جلد اول باب: ذکر وضوئہ وصلاتہ صلی اللہ علیہ وسلم أول البعثۃ

Marfat.com

معمول تھا۔ آپ اگر مسجد حرام سے باہر، یعنی مکے کے مضافات میں بھی نماز پڑھ رہے ہوتے تو تب بھی ایسے ہی نماز پڑھتے تھے، لیکن جب آپ مکے سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ صرف بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے رہے اور بیت اللہ کی طرف آپ کی پیٹھ ہو جاتی تھی، یہاں تک کہ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی خواہش پر بیت اللہ ہی کو قبلہ بنا دیا اور آپ بیت اللہ کی طرف رُخ فرما کر نمازیں پڑھنے لگے۔

ایک دفعہ بنی نجار کے کچھ لوگ حضور ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا:

"یارسول اللہ! ہم لوگ اکثر سفر میں رہتے ہیں۔ سفر میں ہم نماز کس طرح پڑھا کریں؟"

ان کے اس پوچھنے پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی یہ آیات نازل فرمائیں:

و اذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح أن تقصروا من الصلوٰة۔ [1]

ترجمہ: "اور جب تم زمین پر سفر کر رہے ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں، اگر تم نماز کو کم کر دیا کرو۔"

اور یوں مسافر کو یہ سہولت دی گئی کہ سفر میں مکمل نماز پڑھنے کی بجائے صرف قصر نماز پڑھ لے۔

---

[1] سورۂ نساء: ۱۰۱

Marfat.com

جس طرح پانچ نمازیں فرض ہوئیں، اسی طرح ان نمازوں کو پڑھنے کا طریقہ بھی آسمان سے نازل ہوا۔ آج کل کچھ لوگ کہتے نظر آتے ہیں کہ نماز کا کوئی طریقہ قرآن سے ثابت نہیں، لہٰذا نماز کسی بھی طریقے سے پڑھی جاسکتی ہے۔ ہم تو بس قرآن کو مانتے ہیں۔ ایسے لوگ غلط فہمی اور گمراہی میں مبتلا ہیں۔ ہمیں نمازیں اسی طرح پڑھنی ہوں گی جس طرح حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پڑھتے رہے۔ احادیث نبوی ﷺ کا انکار کرنے والے بعض لوگ پانچ نمازوں کا انکار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

''ہم تو صرف تین نمازیں ہی پڑھیں گے، کیوں کہ قرآن مجید میں تو صرف تین نمازوں کا ذکر ہے۔''

حال آں کہ اس بات کی بنیاد سراسر غلط فہمی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرتبہ کسی نے پوچھا:

''کیا آپ پانچوں نمازوں کو قرآن مجید سے ثابت کر سکتے ہیں؟''

''جی ہاں۔'' انھوں نے فرمایا اور قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کی:

سبحان اللہ حین تمسون وحین تسبحون۔ [1]

ترجمہ: ''تم صبح اور شام کے وقت اللہ کی تسبیح کیا کرو، تمام آسمانوں میں اسی کی تعریف کی جاتی ہے اور (تسبیح کیا کرو) زوال کے بعد اور ظہر کے وقت۔''

---

[1] سورۂ روم، آیت: ۸

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

''قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی تسبیح کا ذکر ہوا، وہاں تسبیح سے نماز مراد ہے۔'' [1]

اس آیت میں شام کے وقت سے مراد مغرب اور عشا، جب کہ صبح کے وقت سے فجر کی نماز مراد ہے اور زوال کے بعد سے ظہر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں۔

......☆......☆......

[1] السيرة الحلبية، باب ذكر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

Marfat.com

قصیدہ

سَرَیْتَ مِنْ حَرَمٍ لَیْلًا اِلٰی حَرَمٍ
كَمَا سَرَی الْبَدْرُ فِیْ دَاجٍ مِّنَ الظُّلَمِ

ترجمہ:

''آپ نے ایک ہی رات میں مسجد حرام سے بیت المقدس تک کی سیر فرمائی، جیسے چودھویں رات کا چاند اندھیری رات میں چلتا ہے۔

وَ بِتَّ تَرْقٰی اِلٰی اَنْ نِلْتَ مَنْزِلَةً
مِنْ قَابَ قَوْسَیْنِ لَمْ تُدْرَكْ وَلَمْ تُرَمِ

ترجمہ:

''آپ ترقی کرتے چلے گئے، یہاں تک کہ آپ قاب قوسین کے مقام تک پہنچ گئے اور وہ ایسا رتبہ ہے جسے نہ تو حاصل کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کو طلب کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

وَ قَدَّمَتْكَ جَمِيْعُ الْاَنْبِيَآءِ بِهَا
وَالرُّسُلِ تَقْدِيْمَ مَخْدُوْمٍ عَلٰى خَدَمِ

ترجمہ:

''اور اسی رتبے کی وجہ سے تمام انبیائے کرام نے آپ کو آگے کیا، جیسے خادم اپنے آقا کو آگے کرتا ہے۔''

وَاَنْتَ تَخْرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ
فِيْ مَرْكَبٍ كُنْتَ فِيْهِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

ترجمہ:

''اور آپ شگاف کرتے چلے گئے ساتوں طبق آسمان میں، جیسے ایک لشکر کہ اس کے صاحب علم آپ ہیں۔''

حَتّٰى اِذَا لَمْ تَدَعْ شَاْوًا لِّمُسْتَبِقٍ
مِنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًا لِّمُسْتَنِمِ

ترجمہ:

''یہاں تک کہ آپ نے کسی آگے بڑھنے والے کے لیے نزدیکی اور بلندی میں آگے بڑھنا نہیں چھوڑا۔''

Marfat.com

خَفَضْتَ كُلَّ مَقَامٍ بِالْاِضَافَةِ اِذْ
نُوْدِيْتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمِ

ترجمہ:

''ہر مکان کو آپ نے پست کیا جیسے اضافت سے زیر ہوتا ہے۔ اس لیے آپ بلائے گئے بلندی پر جیسے منادی مفرد معرفہ رفع سے پڑھا جاتا ہے۔''

كَيْمَا تَفُوْزُ بِوَصْلٍ اَيِّ مُسْتَتِرٍ
عَنِ الْعُيُوْنِ وَسِرٍّ اَيِّ مُكْتَتِمِ

ترجمہ:

''یہاں تک کہ بہرہ ور ہوئے ایسے وصال سے جو بالکل پوشیدہ ہے آنکھوں سے اور ایسے راز سے جو نہایت پوشیدہ ہے۔''

فَحُزْتَ كُلَّ فِخَارٍ غَيْرَ مُشْتَرَكٍ
وَجُزْتَ كُلَّ مَقَامٍ غَيْرَ مُزْدَحَمِ

ترجمہ:

''آپ کو ایسے رتبے حاصل ہوئے جو باعث فخر ہیں اور کوئی بھی ان رتبوں میں آپ کا شریک نہیں اور آپ ایسے مقامات سے گزرے جہاں آپ کے سوا کوئی اور نہیں تھا۔''

Marfat.com

وَجَلَّ مِقْدَارُ مَا وُلِّيتَ مِنْ رُّتَبٍ
وَعَزَّ اِدْرَاكُ مَا اُوْلِيتَ مِنْ نِعَمٍ

ترجمہ:

''وہ رتبے بزرگی میں بہت بڑے ہوئے ہیں جو آپ کو دیئے گئے اور جو نعمتیں آپ کو عطا ہوئیں، ان تک کوئی پہنچ بھی نہیں سکتا۔''

بُشْرٰی لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ اِنَّ لَنَا
مِنَ الْعِنَايَةِ رُكْنًا غَيْرَ مُنْهَدِمٍ

ترجمہ:

''اے گروہ اسلام! ہمارے لیے بہت بڑی خوش خبری ہے کہ ہمارے واسطے ایسا ستون عنایت ہوا جو کبھی گرنے والا نہیں۔''

لَمَّا دَعَى اللهُ دَاعِيْنَا لِطَاعَتِهٖ
بِاَكْرَمِ الرُّسُلِ كُنَّا اَكْرَمَ الْاُمَمِ

ترجمہ:

''جب اللہ نے ہمارے داعی کو اپنے مطیع ہونے کی وجہ سے اکرم الرسل کے لقب سے پکارا تو ہم اکرم الامم ہو گئے۔''

يَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

Marfat.com

کیا آپ چاہتے ہیں....؟

☆آپ کا بچہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آئیڈیل بنائے۔

☆آپ کا بچہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری سنتوں کا عادی بن جائے۔

☆آپ کے بچے میں وہ تمام صفات آجائیں جو ایک اچھے اور مسلمان بچے میں ہونی چاہئیں۔

امید ہے ضرور چاہتے ہوں گے۔

تو بچوں کا کتاب گھر پیش کرتا ہے آپ کے بچوں کی تربیت میں بہترین معاون ثابت ہونے والی ایک خوب صورت کتاب...

بچوں کو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتوں کا عادی بنانے والی دلچسپ کہانیوں پر مشتمل ایک لاجواب کتاب....!

اقرء روضۃ الاطفال ٹرسٹ کی پاکستان بھر میں موجود 180 کے قریب تمام برانچوں کے نصاب میں شامل...

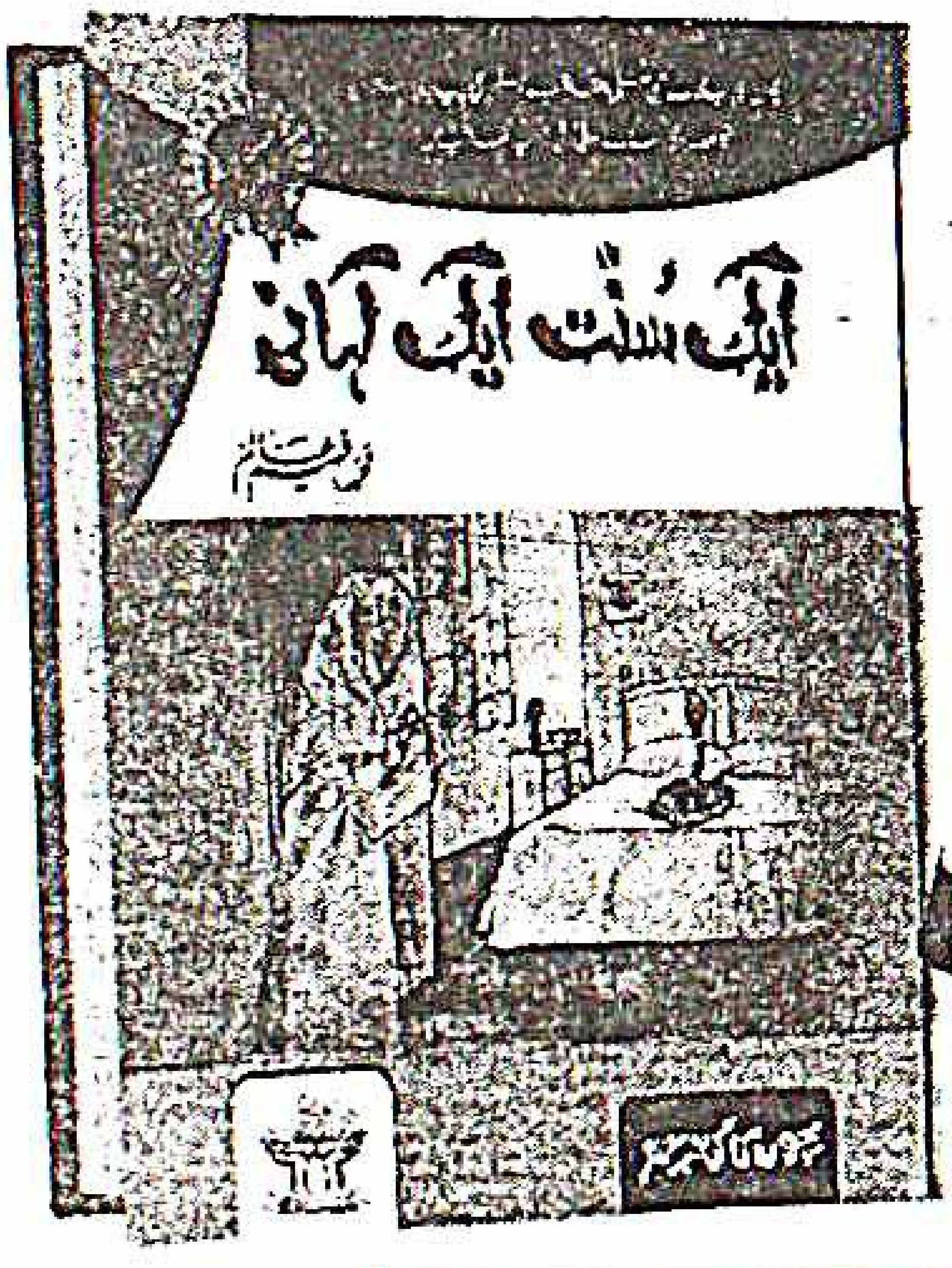

قیمت
480/-
بمع ڈاک خرچ

بچوں کا کتاب گھر

عطر مرکز G-21 گوہر سنٹر، وحدت روڈ، نزد مسلم ٹاؤن موڑ، لاہور

042-35912613, 0321-4084824

email:darulmashaf@gmail.com

Marfat.com